ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور — پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

ایڈیٹر:
مجاہد الحسینی

یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان

بدل اشتراک

سالانہ ——— ۱۶ روپے
ششماہی ——— ۹ روپے
سہ ماہی ——— ۵ روپے

غیر ممالک

سعودی عرب:
سالانہ ہوائی جہاز ——— ۵۰ روپے
بحری جہاز ——— ۲۵ روپے

انگلینڈ:
سالانہ ہوائی جہاز ——— ۶۸ روپے
بحری جہاز ——— ۳۶ روپے

فی شمارہ ۳۵ پیسے

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ — ۲۶ مئی ۱۹۷۲ء

مطبوعہ انجمن خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور ——— فون نمبر: ۶۵۵۲۵

خاص ذکرِ لسانی کی فضیلت

مولانا محمد منظور نعمانی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۔ (رواہ احمد و ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔ یا رسول اللہ! آدمیوں میں کون بہتر ہے؟ (یعنی کس قسم کے آدمیوں کا انجام زیادہ اچھا ہونے والا ہے) آپؐ نے فرمایا۔ وہ لوگ جن کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ۔ یا رسول اللہ! اعمال میں کون عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا، یہ کہ تم دنیا کو خیرباد کہو اور اس وقت تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔

تشریح: پہلے سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اچھے اعمال کے ساتھ جتنی عمر زیادہ ہوگی بندہ اتنی ہی ترقی کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا و رحمت کا اسی قدر زیادہ مستحق ہوگا۔ دوسرے سوال کے جواب میں آپ نے سب سے اچھا عمل یہ بتایا کہ مرتے دم تک اور خاص کر آخری وقت میں بندہ اللہ کے ذکر سے رطب اللسان ہو یعنی اس کی زبان پر ذوق اور لذت کے ساتھ اللہ کا نام ہو۔ بلاشبہ یہ عمل اور یہ حال بڑا ہی عزیز اور قیمتی ہے اور جو بندہ اس کی قدر جانتا ہو وہ سب کچھ دے کے بھی اس کو لینے کے لیے خوشی سے آمادہ ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ بات اسی بندے کو نصیب ہوگی جو زندگی میں اللہ کے ذکر سے خاص مناسبت پیدا کر لے، اور ذکر اللہ اس کی روح کی لذیذ غذا بن جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبْوَابَ الْخَیْرِ کَثِیْرَۃٌ وَلَا اَسْتَطِیْعُ الْقِیَامَ بِکُلِّھَا فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ وَلَا تُکْثِرْ عَلَیَّ فَاَنْسٰی قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے پیغمبرؐ! نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجا لاؤں، لہٰذا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیں جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اس پر کاربند ہو جاؤں۔ (اور بس وہی میرے لیے کافی ہو جائے) اس کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ جو کچھ آپ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو۔ کیونکہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں؟ آپؐ نے فرمایا (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ تمہاری فلاح و کامیابی کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ ۔ (رواہ احمد و ابویعلی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنا اور اس طرح کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔

تشریح اہل دنیا جو تعلق باللہ کی دولت سے محروم ہیں جب کسی ایسے اللہ والے کو دیکھتے ہیں جس کو یہ دولت نصیب ہے اور اس کی وجہ سے وہ دنیا کی طرف سے کسی قدر بے فکر اور اللہ کی یاد اور اس کی رضا طلبی میں منہمک ہے اور اسی کے نام کی رٹ لگا رہا ہے تو اپنے خیال کے مطابق وہ اس کو دیوانہ کہتے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ خود ہی دیوانے ہیں ؎

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
اوست فرزانہ کہ فرزانہ نہ شد

ذکر اللہ سے غفلت کا انجام حسرت و محرومی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ ۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کہیں بیٹھا۔ اور اس نشست میں اس نے اللہ تعالےٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کے لیے بڑی حسرت اور خسران کا باعث ہوگی۔ اور اس طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس میں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لیے بڑی حسرت اور خسران کا باعث ہوگا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ

(باقی صفحہ ...)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ
۲۶ مئی ۱۹۷۲ء

جلد ۱۸ ★ شمارہ ۱

مندرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیرؒ
حضرت مولانا عبید اللہ انور
مدظلہ العالی

مدیر
مجاہد الحسینی

حج سے پابندیاں ختم ـــ لیکن ....

ـــ حج کو سہل ترین بنانے کی کوشش کی جائے ! ـــ

پاکستان کے مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے اپنی ایک نشری تقریر میں حج کے بارے میں عائد شدہ پابندیاں اٹھانے اور روپے کی قیمت کم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی نے برسر اقتدار آنے سے قبل عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ حج ایسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں عائد شدہ تمام ناروا پابندیاں ختم کر دے گی۔ چنانچہ آج قوم سے کیا گیا وعدہ پورا کیا جا رہا ہے۔

جہاں تک حج سے پابندیاں اٹھانے کے اعلان کا تعلق ہے پیپلز پارٹی واقعی مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی کو پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے مؤثر قدم اٹھایا ہے اور اس فیصلے کے نتائج بہر کیف خوشگوار اور موجب اطمینان ہوں گے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حکومت نے جن حالات میں پابندی اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے وہ زبردست اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ روپے کی قیمت کم کرنے سے بیرونی سفر کے اخراجات بہر طور زیادہ ہوں گے اور عازمین حج جہاں عرشہ کے ذریعہ صرف سولہ سو روپے میں فریضہ حج کی ادائیگی سے بہرہ ور ہوتے تھے اب انہیں قریباً چار ہزار روپے تک کے اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے۔

مدینہ طیبہ میں رہائش اور مقدس تحفے تحائف کے اخراجات اس پر مستزاد ہوں گے۔

اس صورت حال کے پیش نظر یہ تأثر عام ہے کہ ارباب اقتدار نے حج سے پابندیاں کیا اٹھائی ہیں اسے بڑے بڑے سیٹھوں، سرمایہ داروں کا فریضہ قرار دیا ہے اور متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے صاحب استطاعت افراد کے لیے ناممکن بنا دیا ہے۔

حج اسلام کا ایک ایسا اہم رکن ہے جس کی ادائیگی صرف ان افراد پر فرض ہے جو صاحب نصاب اور مَنِ استَطَاعَ اِلَیهِ سَبِیلًا کے تحت سفر حج کے اخراجات برداشت کرنے کے اہل ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ حج دنیائے اسلام کی وحدت و مرکزیت کی علامت بھی ہے۔ مسلمانوں کی دلی الفت و یگانگت کا مظہر ہے۔ اہل اسلام کی اخوت و محبت کا ذریعہ ہے۔ اسکی کے طفیل فرزندانِ اسلام قبلہ و کعبہ بیت اللہ اور روضۃ الرسولؐ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

حج مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا ایک مقدس واسطہ ہے۔ اس کے ساتھ فرزندانِ اسلام کی عقیدت و احترام کے رشتے گہرے اور نازک ہیں۔

اس نوعیت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لیے سابق ارباب حکومت کی طرف سے طرح طرح کی ایسی پابندیاں عائد تھیں کہ دس دس، پندرہ پندرہ سال کے طویل عرصہ میں متواتر درخواست گذاری کے باوجود مسلمان ایک مقدس فریضہ کی ادائیگی سے محروم تھے۔ اور ان میں بے شمار بیت اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضۂ اطہر کی زیارت کے والہانہ شوق کی حسرتوں اور تمناؤں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

ایسے ناگفتنی حالات سے نجات حاصل کرنے کے لیے ارباب حکومت سے مسلسل یہ مطالبہ کیا جاتا رہا کہ حج پالیسی ایسی ٹھوس بنیادوں پر استوار کی جائے کہ کوئی بھی مسلمان احساس محرومی میں مبتلا نہ ہو اور ذی صلاحیت افراد زیادہ سے زیادہ تعداد میں کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ تو حج اور زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ان گذارشات کا مقصد یہ ہرگز نہ

تھا کہ فریضۂ حج کی ادائیگی سے پابندی اٹھانے کا اعلان کر کے اسے عملاً مشکل اور ناممکن بنا دیا جائے۔ عوام الناس کا مقصود یہ ہے کہ حج پالیسی ایسی وضع کی جائے جس کی رُو سے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو حج و زیارت نصیب ہو سکے۔ حکومت اگر کچھ پابندیاں عائد کر کے بھی یہ مقدس تقاضا پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ بڑی سعادت ہے۔

سفرِ حج کی سواریاں

موجودہ حکومت کی نئی حج پالیسی کو لمحہ بھر کے لیے مفید قرار دے دیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بڑے بڑے سرمایہ داروں، سیٹھوں، تاجروں اور زمینداروں کی کثیر تعداد عازمین حج کی قطار میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکومت انہیں زرِ مبادلہ اور سفر حج کے لیے بحری، فضائی اور بری راستوں کی سواریاں مہیا کرے گی؟

اگر خدانخواستہ عازمین حج جہازوں کی کمی یا راستہ کی دشواریوں میں الجھ گئے تو پابندی اٹھانے کے اعلان کی عملی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟ حکومت کو چاہیئے کہ وہ نئی حج پالیسی کو جاندار اور صحیح بنیادوں پر مرتب کر کے دینی حلقوں کے روزافزوں اضطراب کو دور کرے اور فریضۂ حج کو ناممکن بنانے کی بجائے سہل ترین بنانے کی کوشش کرے۔ اس سلسلہ میں علماء کرام اور سفر حج کی دشواریوں سے واقف کار حضرات سے مشاورت یقیناً نتیجہ خیز ہو سکتی ہے۔

حج کی قرعہ اندازی میں ناکام رہنے والوں کیلیے

زونل حج مشاورتی کمیٹی کے رکن اور عازمین حج کی مرکزی لیگ کراچی کے چیئرمین حاجی حافظ فریدالدین احمد الوجیہہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اب تک عرشہ کے ذریعہ عازمین حج کو ایک ہزار چھ سو روپے خرچ کرنے پڑتے تھے، عازمین حج اتنی رقم گزشتہ کئی برسوں سے بنکوں میں جمع کراتے رہے ہیں اب پاکستانی روپے کی قیمت کم ہونے کے بعد چونکہ اس سلسلہ میں خرچ ہونے والی رقم دگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے اس لیے عملی طور پر عازمین حج کے لیے فریضۂ حج کی ادائیگی قریباً ناممکن ہو گئی۔ اس لیے انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ جن عازمین حج نے گزشتہ برسوں میں حج کے لیے درخواستیں دی ہیں اور قرعہ اندازی میں ناکام رہے ہیں ان کے لیے عرشہ کی حد تک رقم ایک ہزار چھ سو روپے رکھی جائے۔

حافظ فریدالدین صاحب کا یہ مطالبہ مبنی بر انصاف ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ متواتر کئی برسوں سے قرعہ اندازی میں حصہ لینے والے عازمین حج کے ساتھ خصوصی رعایت کا معاملہ کرے۔

عرب ممالک اور سر ظفر اللہ

عرب لیگ کونسل نے ہیگ کی بین الاقوامی عدالت کی رکنیت کے لیے پاکستان کے سر ظفراللہ کا نام واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

سر ظفراللہ خاں مرزائی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے کئی سال تبلیغ مرزائیت کے لیے وقف کیے اور حکومتِ پاکستان کے خزانۂ عامرہ سے خطیر رقم حاصل کر کے بیرونی ممالک میں تبلیغ مرزائیت کے اڈے قائم کیے ہیں۔ پاکستان کے عوام ان کے خلاف بے حد نفرت و حقارت کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن پاکستان کے سابق حکمرانوں نے غیر ملکی طاقتوں کے دباؤ کے تحت سر ظفراللہ خاں کو وزارت کی کرسی پر براجمان رکھنا ضروری سمجھا۔ ۱۹۵۳ء میں جب سر ظفر اللہ کے خلاف زبردست تحریک اٹھ کھڑی ہوئی تو اس دور کے حکمرانوں نے انہیں وزارت سے ہٹا کر بین الاقوامی عدالتِ انصاف کا جج مقرر کرا دیا۔

آج عرب ممالک پر جب سر ظفر اللہ خاں کی حقیقت واضح ہوئی اور انہیں علم ہوا کہ سر ظفراللہ خاں سامراجی طاقتوں کا ایجنٹ اور نبوت کاذبہ پر ایمان رکھنے والا مرزائی مبلغ ہے تو انہوں نے اس کی تائید و حمایت سے انکار کر دیا۔ عرب ممالک کے علاوہ حکومتِ پاکستان کو اس غیر مقبول، غیر نمائندہ اور عوام کی نگاہ میں ناپسندیدہ شخص کی تائید و حمایت سے دست کش ہو جانا چاہیے۔ اور کسی ایسے شخص کی تائید کرنی چاہیے جو پاکستانی عوام میں مقبول ہو اور ہمارے ملکی و ملی مفادات کی نگہداشت کرنے کی پوری پوری اہلیت کا مالک ہو۔

سانحۂ ارتحال

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جالندھری خطیب جامعہ مسجد نور ساہیوال خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر قطب الاقطاب مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ ان کا میو ہسپتال میں آپریشن ہوا طبیعت کچھ بحال ہو گئی۔ لیکن اچانک ۱۵ مئی ۷۲ء کو حالت خراب ہو گئی اور ظہر کی نماز ادا کرتے ہوئے واصل بحق ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نماز جنازہ شیرانوالہ باغ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ اور حضرت لاہوریؒ کے قریب ہی میانی شریف میں دفن کیے گئے۔

ادارہ خدام الدین اس سانحہ میں مرحوم کے متعلقین سے دلی ہمدردی رکھتا ہے اور غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور جملہ قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

حکیم محمد عبداللہ خان کی ہمشیرہ کا انتقال

ساہیوال محلہ عیدگاہ کے حکیم ابوالبیان محمد عبداللہ خان کی ہمشیرہ چک ۵/۸۰ آر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمل۔



جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اسلام دینِ فطرت ہے

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

اسلام نے انسان کے فطری تقاضوں کو نہ تو یکسر ختم کرنے کی تعلیم دی ہے اور نہ ہی انہیں دبانے کا سبق سکھایا ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ فطرت کے خلاف جنگ ہوتی۔ کوئی بھی آسمانی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا بلکہ ہر صحیح مذہب نے فطرت کو سنوارا ہے اور فطری تقاضوں کو بہتر طریق پر پورا کرنے کے لیے اصول بنائے ہیں۔ خالق کائنات نے انسان میں ازدواجی تعلقات کی خواہش رکھی ہے اور فطرتاً ہر انسان جنسی خواہشات کو پورا کرنے کا جذبہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسلام نے انسان کے اس فطری تقاضے کو ختم کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اسے پورا کرنے کی اجازت دی البتہ اس پر چند قیود اور شرائط لگا دیں تاکہ اس کے عمل سے معاشرہ میں برائی اور بداخلاقی جنم نہ لے۔ قرآن و سنت میں نکاح کی اجازت کے ساتھ ساتھ اس کے لیے قوانین و اصول بھی بتائے گئے کہ انسان کہاں ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ کیسے اور کن شرائط کے ساتھ۔ چنانچہ سورۃ نساء میں ہے :۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ۔

(سورۃ نساء ۴۔ آیت ۳)

ترجمہ : جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ

اس آیت کریمہ میں ایک شخص کو چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یعنی وہ ایک وقت زیادہ سے زیادہ چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے ساتھ انصاف کا سلوک کر سکے۔ ان کی رہائش خوراک اور دیگر ضروریات کا مناسب اور مساوی طور پر بندوبست کر سکے لیکن اگر وہ سمجھتا ہے کہ ان کے درمیان مساوات کو برقرار نہیں رکھ سکے گا تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرے۔ کیونکہ عورتوں کے حقوق کا پاس رکھنا قرآن و سنت کی رو سے ضروری ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

(سورہ بقرہ ۲۔ آیت ۲۲۸)

ترجمہ: اور دستور کے مطابق ان کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت دی ہے۔

اگر بے انصافی کا خوف ہے تو قرآن کریم کا حکم صاف طور پر موجود ہے کہ پھر ایک عورت سے ازدواجی تعلقات استوار کرو۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (نساء ۴ آیت ۳)

ترجمہ : اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی۔

اسی طرح ان عورتوں کا ذکر بھی قرآن کریم میں تفصیل سے موجود ہے جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ سورۃ نساء کا ایک رکوع اسی بارے میں آیا ہے۔ الغرض اسلام نے انسان کے اس فطری تقاضے (جنسی خواہشات و ازدواجی تعلقات) کو ختم کرنے اور مٹانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے قواعد و ضوابط کے تحت بہتر اور احسن طریق پر پورا کرنے کی تعلیم دی ہے اور یہی اس کی حقانیت و صداقت کی واضح دلیل ہے کہ وہ فطرت کے ساتھ جنگ کی دعوت نہیں دیتا۔ اس کے برعکس باطل مذاہب فطرت کے تقاضوں کو چیلنج کرتے ہیں اور ایسی تعلیم دیتے ہیں جو سراسر فطری تقاضوں کو مٹانے کی کوشش ہے۔ ہندومت کو ہی لیجئے۔ اس میں باخدا وہی ہو سکتا ہے جو عورت سے اپنا ناطہ توڑ لے اور اس سے کنارہ کش رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر تو ان کے پروہت تقدس کا لبادہ اوڑھے ہوتے ہیں۔ لیکن باطنی طور پر ان کا دامن اس سے کہیں زیادہ آلودہ ہوتا ہے۔ یہی حال عیسائیت کا ہے وہاں بھی پادری اور سسٹر کے لیے تجرد یعنی الگ تھلگ رہنا ضروری ہے اور یہ تعلیم بھی آسمانی نہیں بلکہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ ورنہ کوئی بھی آسمانی مذہب اس خلاف فطرت امر کا حکم نہیں دیتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس بارے میں صاف اور واضح طور پر اعلان موجود ہے :۔

وَ رَهْبَانِيَّةَ ِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (حدید۔ آیت ۲۷)

ترجمہ : اور ترکِ دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا۔ پس اسے نباہ نہ سکے جیسا نباہنا چاہیے تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

"یعنی آگے چل کر حضرت مسیحؑ کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی۔ جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا مگر نیت ان کی یہ تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں پھر اس کو پوری طرح نباہ نہ سکے" حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی۔ جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے نہ جورو

رکھتے نہ بیٹا، نہ کماتے نہ جوڑتے۔ محض عبادت میں لگے رہتے، خلق سے نہ ملتے۔ اللہ کے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں"۔

اسی طرح اگر قدرت نے انسان میں کھانے پینے کی خواہش فطری طور پر رکھی ہے تو کسی بھی سچے مذہب نے اسے ترک کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یہودیت ہو یا عیسائیت سبھی آسمانی مذاہب نے انسان کی اس فطری خواہش کا احترام کیا ہے۔ اگر کھانا پینا بالکل ترک کرنے کا کوئی مذہب حکم دیتا تو یہ فطرت کے خلاف جنگ ہوتی۔ چنانچہ اسلام نے جو اس کائنات میں خدائی تعلیم کا سب سے جامع ضابطۂ حیات ہے اس انسانی جذبہ کا لحاظ رکھا ہے۔ اور اس کو پورا کرنے کے لیے بہترین اصول بیان کئے گئے ہیں۔ تاکہ انسان اپنی اس خواہش کو ایسے طریقے سے پورا کر سکے جو خود اس کے لیے اور پورے معاشرے کے لیے امن اور سلامتی کا پیام ہو، نہ کہ یہ اپنے جذبۂ خورد و نوش کو تسکین دینے کے لیے دوسروں کا چین لوٹ لے۔

اسلام نے کھانے پینے کا حکم دیا۔ اور اس کے آداب بتلائے کہ کیا کھاؤ، کس قدر کھاؤ اور کیسے کھاؤ۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس باب میں تفصیل کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے۔ قرآن مجید نے کھانے کا حکم دیا لیکن ساتھ ساتھ بتا دیا کہ حلال کھاؤ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:—

کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔

ترجمہ: کھاؤ اس میں سے جو کچھ زمین میں ہے حلال پاکیزہ۔

اسی طرح جن چیزوں کے کھانے سے منع کیا ان کو بالتفصیل قرآن مجید اور حدیث شریف میں بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً باطل طریقہ سے کسی کا مال حاصل کر کے کھانا، سود کی کمائی کھانا، چوری کرنا، یتیم کا مال کھانا وغیرہ۔

ارشاد باری تعالٰے ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔

ترجمہ: اور مت کھاؤ ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے۔

اور دوسری جگہ یتیم کے مال کے بارے میں آتا ہے:—

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا۔ اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا ط

ترجمہ: بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

حاصل یہ نکلا کہ اسلام نے انسان کے فطری تقاضوں کا احترام کیا ہے اور ان کو صحیح اور بہتر طریقہ سے پورا کرنے کے اصول عطا کیے ہیں۔

★

حضرت بلال رضؓ

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت فاروق سیدنا عمر بن الخطاب رضؓ فرمایا کرتے تھے "ابوبکر رضؓ ہمارے سردار ہیں۔ انہوں نے ہمارے سردار بلال رضؓ کو خرید کر آزاد کیا۔"

حضرت بلال رضؓ رسول اللہؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ مدینہ منورہ میں بھی آپؐ کے موذن رہتے اور سفر میں آپ کے ہمراہ جاتے۔ اور نماز کا وقت آنے پر اذان پڑھتے تھے۔ جب آنحضرتؐ مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تو حضرت بلال رضؓ ساتھ ہوتے۔

فجر کی اذان حضرت بلال رضؓ قبیلہ بنی النجار کی ایک عورت کے گھر پر چڑھ کر دیا کرتے تھے۔ جو مسجد سے بالکل ملا ہوا تھا۔ سحری کے وقت سے آ کر اس کی چھت پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور وقت کا انتظار کرتے رہتے جب وقت ہو جاتا تو بدن میں چستی لانے کے لیے انگڑائی لیتے اور یہ دعا مانگتے اور اذان دیتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ (ابوداؤد)

(ترجمہ) اے اللہ۔ تیری تعریف کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو اس بات کا معین بن جائے کہ قریش تیرے دین کو قائم کریں۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ جب تم اذان پڑھو تو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ اور جب اقامت کہو تو جلدی جلدی کہا کرو۔ اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رکھو کہ کھانے والا کھانے سے، اور پینے والا پینے سے اور قضائے حاجت والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جب تک مجھے حجرہ سے آتا ہوا نہ دیکھ لو کھڑے مت ہوا کرو۔

تنبیہ ایک بات یہ مشہور ہوگئی ہے کہ حضرت بلال رضؓ اذان میں اَشْھَدُ کی جگہ اَسْھَدُ کہتے تھے یہ بالکل غلط ہے

(حوالہ۔ موضوعات کبیر از ملا علی قاریؒ)

حضرت بلال رضؓ نے اعلانِ عام کی خدمت بھی کی۔ جہاد کے موقعہ پر جب دشمن ہار جاتے اور دشمنوں کا مال، مال غنیمت بن جاتا تو حضرت بلال رضؓ کی ڈیوٹی تھی کہ لشکر میں زور سے پکار دیتے۔ کہ جو مال جس کے ہاتھ لگا ہو وہ لے آئے۔ چنانچہ سارا مال صحابہؓ حاضر کر دیتے۔ پانچواں حصہ نکال کر باقی مال کو تقسیم فرما دیتے۔

آنحضرت کے خزانچی

حضرت بلال رضؓ حضورِ اقدس کے موذن بھی تھے اور آپ کے خازن بھی۔ کوئی ضرورت مند آنحضرتؐ کے پاس آتا تو آپ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے حضرت بلال رضؓ کو حکم فرما دیتے۔ وہ کسی نہ کسی طرح کہیں سے لا کر اس کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

• علامہ سید سلیمان ندویؒ

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک نظر

مثالی سیرت کی چند خصوصیات

(۱) تاریخیت (۲) جامعیت (۳) کاملیت (۴) عملیت

وہ سیرت یا نمونۂ حیات جو انسانوں کے لیے آئیڈیل سیرت کا کام دے اس کے لیے متعدد شرطوں کی ضرورت ہے جن میں سب سے پہلی اور اہم شرط تاریخیت ہے۔ دوسری جامعیت تیسری کاملیت اور چوتھی عملیت۔

میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ دیگر انبیاؑ علیہم السّلام کی زندگیاں ان کے عہد اور زمانہ میں ان خصوصیات سے خالی تھیں بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان کی سیرتیں جو ان کے بعد عام انسانوں تک پہنچیں یا جو آج موجود ہیں وہ ان خصوصیات سے خالی ہیں اور ایسا ہونا مصلحت الٰہی کے مطابق تھا تاکہ یہ ثابت ہوسکے کہ وہ انبیاؑ محدود زمانہ اور متعین قوموں کے لیے تھے اس لیے اُن کی سیرتوں کو دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رہنے کی ضرورت نہ تھی، صرف محمد رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی قوموں کے لیے اور قیامت تک کے لیے نمونۂ عمل اور قابلِ تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے اس لیے آپؐ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل دائمی اور ہمیشہ کے لیے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی اور یہی ختم نبوّت کی سب سے بڑی عملی دلیل ہے۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۵ پ ۲۲ ع ۲ سورہ ۳۳ آیت ۴۰

(۱) تاریخیت

آیئے اب ان چاروں معیاروں کے مطابق پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ پر نظر ڈالیں، اس باب میں تمام دنیا متفق ہے کہ اس حیثیت سے اسلام نے اپنے پیغمبرؐ کی اور نہ صرف اپنے پیغمبرؐ کی بلکہ ہر اُس چیز کی اور اُس شخص کی جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے تھا جس طرح حفاظت کی ہے وہ عالم کے لیے مایۂ حیرت ہے۔ ان لوگوں کو جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور متعلقاتِ زندگی کی روایت، تحریر اور تدوین کا فرض انجام دیتے تھے راویانِ حدیث و روایت، محدّثین اور اربابِ سیَر کہتے ہیں جن میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے چوتھی صدی تک کے اشخاص داخل ہیں۔ جب تمام سرمایۂ روایت تحریری صورت میں آگیا تو ان کے تمام راویوں کے نام و نشان، تاریخِ زندگی، اخلاق و عادات کو بھی قیدِ تحریر میں لایا گیا جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے اور ان سب کے مجموعۂ احوال کا نام اسماء الرّجال ہے۔ "کوئی قوم دُنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرّجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج ۵ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔" (جرمن ڈاکٹر اسپرنگر اصابہ کے انگریزی مقدمہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء و ۱۸۶۴ء)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد حیاتِ نبویؐ کے اخیر سال حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ تھی، ان میں گیارہ ہزار آدمی ایسے ہیں جن کے نام و نشان آج تحریری صورت میں تاریخ کے اوراق میں جو خاص اُنھی کے حالات میں لکھے گئے موجود ہیں جنھوں نے کم و بیش آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلمّ کے اقوال، افعال اور واقعات میں سے کچھ نہ کچھ حصّہ دوسروں تک پہنچایا ہے۔ ۱۱ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے وفات پائی اور تقریباً ۵۰ھ تک اکابر صحابہؓ عالم وجود میں رونق افروز رہے۔ ۱۰۰ھ تک اصاغر صحابہؓ کی جو عہدِ نبوّت میں کم سن تھے خاصی تعداد موجود تھی اور صدی کے ختم ہونے تک اس نورِ نبوت کا تقریباً ہر چراغ گُل ہو چکا تھا۔ ہر شہر میں سب سے آخر وفات پانے والے صحابیوں کے نام اور سالِ وفات یہ ہیں:

ابو امامہؓ باہلی	شام	۸۶ھ سالِ وفات
عبد اللہؓ بن حارث	مصر	۸۶ھ "
عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ	کوفہ	۸۷ھ "
سائبؓ بن یزید	مدینہ	۹۱ھ "
انسؓ بن مالک	بصرہ	۹۳ھ "

حضرت انسؓ بن مالک جنھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلمّ کی دس سال خدمت کی تھی یہ خادم خاص تھے۔

تابعین یعنی صحابہؓ کے تلامذہ کا دور ۱۰ھ کے آغاز سے اس طرح شروع ہوتا ہے کہ گو وہ پیدا ہو چکے تھے لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے یا بہت بچے تھے اور آں حضرتؐ کا فیض حاصل نہ کر سکے۔ چناں چہ عبد الرحمٰن ابنِ حارث تابعی تقریباً ۳ھ میں قیس بن ابی حازم ۴ھ سعید ابن مسیب ۱۴ھ میں پیدا ہو چکے تھے۔

ان تابعیوں کی تعداد جنھوں نے بڑے بڑے صحابہؓ کو دیکھا تھا ۱۳۹ ہے

اسمائے گرامی	تعداد روایات	سالِ وفات
حضرت ابوہریرہؓ	۵۳۷۴	۵۹ھ
حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عباسؓ	۲۶۶۰	۶۸ھ

اسمائے گرامی	تعدادِ روایات	سالِ وفات
حضرت عائشہ صدیقہ رض	۲۲۱۰	۵۸ھ
حضرت عبداللہ بن عمر رض	۱۶۳۰	۷۳ھ
حضرت جابر رض بن عبداللہ رض	۱۵۶۰	۷۸ھ
حضرت انس رض بن مالک	۱۲۸۶	۹۳ھ
حضرت ابوسعید خدری رض	۱۱۷۰	۷۴ھ

یہی لوگ ہیں جن کی روایات آج سیرتِ نبوی ص کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ آپ ص کا ارشاد تھا: بَلِّغُوا عَنِّیْ (مجھ سے جو کچھ دیکھو یا سنو اُس کی اشاعت کرو، اور جو مجھے دیکھ رہے ہیں اور مجھ سے سُن رہے ہیں وہ جو غائب ہیں ان کو پہنچائیں۔)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور واقعات کا جو سرمایہ فراہم ہُوا اس کے کیا کیا ماخذ ہیں اور اس کو کس طرح ترتیب دیا گیا:

(۱) سب سے زیادہ صحیح حصہ قرآن ہے۔ جس میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرا ماخذ احادیث ہیں جو ایک لاکھ کے قریب ہیں۔

تیسرا حصہ مغازی یعنی وہ کتابیں جن میں زیادہ تر آں حضرت ص کے غزوات اور لڑائیوں کا حال ہے، جن کے لکھنے والے ۹۴ھ سے لے کر ۲۰۷ھ تک فوت ہوئے۔

چوتھا ماخذ عام تاریخ کی کتابیں ہیں مثلاً طبقات ابنِ سعد، تاریخ و الرسل امام ابو جعفر طبری۔ خصائصِ کبریٰ امام سیوطی۔

پانچواں ماخذ، آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے معجزات اور روحانی کارنامے ہیں۔

چھٹا ماخذ، کتبِ شمائل ہیں جن میں اخلاق، عادات اور فضائل و معمولاتِ زندگی ہیں (مثلاً شمائلِ امام ترمذی)

دوسری شرط، کاملیّت

آں حضرت صلی اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے لے کر وفات تک کوئی ایسا نہیں گذرا جو اہلِ وطن کی نگاہوں سے اوجھل ہو۔

پیدائش۔ شیر خوارگی۔ بچپن۔ جوانی۔ تجارت۔ آمد و رفت۔ شادی۔ احباب، قبلِ نبوّت۔ قریش کی لڑائی اور قریش سے معاہدے۔ امین بننا۔ خانہ کعبہ میں پتھر نصب کرنا۔ رفتہ رفتہ تنہائی پسندی۔ غارِ حرا کی گوشہ نشینی۔ وحی۔ اسلام کا ظہور۔ دعوت و تبلیغ۔ مخالفت۔ سفرِ طائف۔ معراج۔ ہجرت۔ غزوات۔ صلح حدیبیہ۔ دعوتِ اسلام کے نامہ و پیام۔ اسلام کی اشاعت۔ تکمیلِ دین۔ حجۃ الوداع اور وفات۔

ان میں کون سا ایسا زمانہ ہے جو دُنیا کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہے۔ آپ ص کی کون سی حالت ہے جس سے اہلِ تاریخ ناواقف ہوں۔ سچ جھوٹ صحیح غلط ہر چیز الگ موجود ہے۔ اور اس کو ہر شخص جان سکتا ہے۔ کبھی کبھی خیال ہوتا ہے۔ کہ محدثین نے موضوع اور ضعیف روایتوں کو کیوں محفوظ رکھا مگر خیال آیا کہ اس میں مصلحتِ الٰہی یہ تھی کہ معترضوں کو یہ موقع نہ ملے کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر ص کی کمزوریوں کو چھپانے کے لیے بہت سی روایتوں کو غائب کر دیا جیسا کہ آج عیسائی لٹریچر پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

آپ ص کا اُٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، شادی بیاہ، بال بچے، دوست احباب، نماز، روزہ، دن رات کی عبادت، صلح و جنگ، سفر و حضر، نہانا دھونا، کھانا پینا، ہنسنا رونا، پہننا اوڑھنا، چلنا پھرنا، ہنسی مذاق، خلوت اور جلوت، ملنا جلنا، طور طریق، رنگ و بُو، خط و خال، قد و قامت، یہاں تک کہ میاں بیوی کے خانگی تعلقات شمائلِ ترمذی میں درج ہیں۔

ایک حیثیت سے غور فرمائیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صرف اپنے معتقدوں کے حلقہ ہی میں نہیں رہے بلکہ مکّہ میں قریش کے مجمع میں رہے۔ نبوّت سے پہلے ۴۰ برس آپ ص کی زندگی اُنھیں کے ساتھ گذری اور پھر تاجرانہ زندگی، لین دین کی زندگی، معاملہ اور کاروبار کی زندگی جس میں قدم بہ قدم پر بد معاملگی، بد نیتی، خلاف وعدگی، خیانت کاری کے عمیق غار آتے ہیں، مگر آپ ص اس طرح بے خطر اس راستے سے گذر گئے کہ آپ ص کو ان سے امین کا خطاب حاصل ہُوا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو آپ ص دوستوں کی نظر میں تھے وہی دشمنوں کی نگاہ میں تھے۔ اور کوئی چیز زیرِ پردہ اور نامعلوم نہ تھی۔

تیسری شرط، جامعیّت

خدا کی محبت کا اہل اور اُس کے پیار کا مستحق بننے کے لیے سب سے ایک ہی ترکیب بتائی ہے کہ مذہب کے شارع اور طریقہ کے بانی نے جو عمدہ نصیحتیں کی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ لیکن اسلام نے اس سے بہتر اور تدبیر اختیار کی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبر ص کا عملی مجسّمہ سامنے رکھ دیا ہے۔ (قرآن اور سنّت میں سب کچھ بتا دیا گیا ہے۔)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں جامعیّت ہے۔ یعنی انسانوں کے ہر طبقہ اور ہر صنف کے لیے آپ ص کی سیرتِ پاک میں نصیحت پذیری اور عمل کے لیے درس اور سبق موجود ہیں، ایک حاکم کے لیے محکوم کی زندگی اور ایک محکوم کے لیے حاکم کی زندگی، ایک دولت مند کے لیے غریب کی زندگی، اور ایک غریب کے لیے دولت مند کی زندگی کامل مثال اور نمونہ نہیں بن سکتی۔ اس لیے ضرورت ہے۔ کہ عالم گیر اور دائمی پیغمبر کی زندگی ان تمام مختلف مناظر کے رنگ برنگ پھولوں کا گلدستہ ہو۔

عزم و استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا بالتقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت، استغنا، ایثار، جود، تواضع، خاکساری، مسکنت، غرض نشیب و فراز، بلند و پست، تمام اخلاقی پہلوؤں کے لیے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں یا ہر ایک انسان کو مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں، ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے مگر وہ کہاں مل سکتی ہے، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس!

غرض تم جو کوئی بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی و اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیتِ اکبریٰ کے خزانہ میں ہر وقت اور ہر دم مل سکتا ہے۔ اس لیے ہر طبقۂ انسانی، ہر طالب نورِ ایمانی کے ہر متلاشی کے لیے

(باقی ص۱۴ پر)

پشاور میں علماءِ اسلام اور دینی حلقوں کے عظیم الشان مظاہرے کا آنکھوں دیکھا حال!

ازقلم: محمد عثمان غنی بی، اے

۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ ۵ مئی ۱۹۷۲ء بروز جمعہ کو جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت پر ملک کے طول و عرض سے عموماً اور پنجاب کے تمام اضلاع سے خصوصاً بہت بڑی تعداد میں اسلام کے شیدائیوں نے اپنی اپنی گرہ سے کرایہ خرچ کر کے سپیشل بسوں، کاروں، ٹرکوں اور ویگنوں کے ذریعہ پشاور کا رخ کیا۔ اٹک کا پل پار کر کے صوبہ سرحد کی حدود میں داخل ہوئے تو لاتعداد گاڑیاں جمع تھیں اور نہایت وقار کے ساتھ صالح قسم کے سادہ لوح مسلمان متشرع شکل و صورت اور سادہ لباس میں ملبوس موجود تھے۔ بسوں کے اندر گنجائش نہ پا کر تقریباً اتنے ہی آدمی چھتوں پر بھی سوار تھے۔ مختلف اضلاع کے احباب نے اپنی اپنی بسوں پر لاؤڈ سپیکر لگا رکھے تھے جن سے وہ اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ تمام بسوں پر جمعیۃ علماء اسلام کے کالی اور سفید دھاریوں والے پرچم لہرا رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں اعلان ہوا کہ امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کی قیادت میں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرات موصوف کی کار اس قافلہ کے جلو میں چل پڑی۔ راستہ بھر سڑکوں کے دونوں جانب غریب عوام ہاتھ ہلا ہلا کر اس قافلہ کا خیر مقدم کرتے تھے۔ اُن کے چہروں پر بکھری ہوئی مسکراہٹ اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ اب ظلم و جبر کا دور ختم ہو گیا ہے اور غریب عوام میں سے ایک غریب انسان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جن کا اپنا مکان بھی کچا ہے اور جو غریب خاندان کے فرد ہیں، ان کو ان کی زبوں حالی کو سدھارنے کا جو موقع مل رہا ہے تو انشاء اللہ صوبہ سرحد میں تو کم از کم اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہو گا۔ جس کی خاطر لاکھوں جانوں کی قربانیاں دی گئی تھیں مگر آج تک ہر ابھرنے والی قیادت نے محض لفاظی کی حد تک ہی اسلام کی سرپرستی کی۔ آج خدا کے فضل سے اسلام کو عملی رنگ میں نافذ کرنے والی شخصیت وزیرِ اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہو چکی ہے اور انشاء اللہ دن بدن نئی سے نئی خوشخبریاں ملیں گی۔

پشاور میں جلوس کا داخلہ

علی الصبح ہی یہ قافلہ پشاور کی حدود میں داخل ہو گیا۔ شہر بھر میں لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے اور بسوں سے بلند ہونے والے نعروں کے فلک شگاف جوابات سے فضا گونج رہی تھی۔ چند نعرے یہ تھے:

نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر — اسلام، زندہ باد — پاکستان، زندہ باد — خدا کی زمین پر، خدا کا نظام — ختم نبوت، زندہ باد — اسلامی آئین، زندہ باد — مفتی محمود، زندہ باد — جمعیۃ علماء اسلام، زندہ باد — مفتی جیئے ہزاروں سال، ہزاروں جیئے ہزاروں سال — نیپ جمعیۃ اتحاد زندہ باد۔

شہر کی سڑکوں سے گزرتا ہوا یہ قافلہ شاہی باغ پہنچا تو شامیانے اور قناتیں لگی ہوئی تھیں۔ پہلے سے ہی وہاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور وزیرستان ایجنسیوں اور قبائلی علاقوں سے لاتعداد جوشیلے مسلمانوں کے قافلے موجود تھے۔ حضرت مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد ایک کونے میں چند خدام کے ساتھ روکھی روٹی توڑ توڑ کر لسی کے گھونٹوں سے کھا رہے تھے۔ میں یہ منظر دیکھتا رہا اور خدا کی بارگاہ سے ایسے علماء کی درازئ عمر کی دعا کرتا رہا کہ یہ ہم لوگوں کے قائد ہیں جن کو نہ پلاؤ زردے کی طلب ہے، نہ قورمے درکار ہیں، یہ سادہ منش درویش لوگ موٹا جھوٹا پہن کر اور روکھی سوکھی کھا کر قوم کو صحیح قیادت مہیا کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگ اس دنیا میں اب بھی موجود ہیں۔

حضرت درخواستی کا خطاب

نمازِ جمعہ سے قبل مرکزی امیرِ جمعیۃ حضرت مولانا حافظ الحدیث عبد اللہ درخواستی دام ظلہم نے پُر درد انداز میں خطبہ پڑھا اور قرآن کریم کی وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا ۝ کی آیت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے چند اقتباسات پڑھے۔ ازاں بعد آپ نے حاضرین کو قومی یکجہتی اسلامی اتحاد اور باہمی مودّت کا درس دیا اور فرمایا کہ مسلمان چاہے پنجابی زبان بولتے ہوں یا پشتو یا سندھی یا بلوچی وہ سب ایک ہی سلسلے میں پروئے ہوئے ہیں۔ جس کا نام ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپ نے فرمایا کہ صوبائی عصبیتوں سے دامن بچا کر اللہ تعالےٰ کی رسّی کو سب مضبوط تھام لیں۔ اسی میں اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی فلاح کا راز مضمر ہے۔ نمازِ جمعہ حضرت موصوف نے پڑھائی۔ آپ نے فرمایا کہ ختم نبوت ہمارا بنیادی عقیدہ ہے۔ حضورؐ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اب کوئی نیا نبی ہم ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

مفتی محمود کی دستار بندی

حضرت درخواستی نے وزیرِ اعلیٰ سرحد

مفتی محمود صاحب نے اسلامی روایات کے مطابق دستاربندی فرمائی تو سرحد اور بلوچستان کے باشعور پٹھانوں نے پشتو میں نعرے بلند کیے۔

جلوس کی روانگی

حضرت درخواستی، حضرت مفتی صاحب وزیرِ اعلیٰ سرحد اور حضرت مولانا عبیداللہ انور کی قیادت میں تمام مسلمانوں نے پُروقار طریقے سے پشاور کی بڑی بڑی شاہراہوں پر گشت کرکے ثابت کر دیا کہ پاکستان میں اسلام کے نام پر مر مٹنے والے لوگ اتنی تعداد میں دُور دراز سے سفر کرکے بھی آ سکتے ہیں اور وقت آنے پر اسلام کی لاج رکھنے کے لیے ہر قربانی دے سکتے ہیں۔ اس جمِ غفیر میں ملک کے کونے کونے سے جید علماء، صلحاء اور اولیاء و اصفیاء تشریف لائے تھے۔ جن کا فرداً فرداً ذکر مشکل ہے۔ نہ ہی اتنے ہجوم میں کسی کو پہچانا جا سکتا تھا تاہم اپنے سلسلے کے جن بزرگوں سے مصافحہ کا شرف حاصل ہو سکا ان میں جانشینِ شیخ التفسیرؒ مدظلہ کے علاوہ حضرت لاہوریؒ کے تین خلفاء کے اسماءِ گرامی یہ تھے۔ حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ کیمبلپور، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ جہلم۔ علاوہ ازیں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار خدام سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔

جلوس کی واپسی پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس سے نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان، گورنر سرحد جناب ارباب سکندر خان خلیل، وزیرِ اعلیٰ سرحد حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا عبدالحکیم ایم، این، اے اور حضرت مولانا ضیاء القاسمی نے خطاب فرمایا۔

خان عبدالولی خان کی تقریر

خان عبدالولی خان سربراہ نیشنل عوامی پارٹی نے حاضرین سے کہا کہ میں نے اس سے قبل بھی اسی مقام سے اعلان کیا تھا اور آج پھر اسی سٹیج سے اعلان کرتا ہوں کہ مفتی صاحب ہمارے لیڈر ہیں اور ہمیں ان کی قیادت پر پورا اعتماد ہے اور ہم ہر طرح سے ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ انہوں نے کہا یہ علمائے اسلام حضرت شیخ الہندؒ حضرت مدنیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے قافلہ کے لوگ ہیں جن کو کسی بھی قیمت پر خریدا نہیں جا سکتا۔ ہمیں بجا طور پر ایسے پختہ کار اور اسلام کے شیدائیوں کی قیادت پر فخر ہے۔ موصوف نے کہا۔ کہ قوم نے جمہوریت کی بحالی کے لیے جو خون کی قربانی دی تھی اس کا نتیجہ اس کے سامنے ہے اور آج وہ قوتیں شکست کھا چکی ہیں جو فسطائی نظام قائم کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ اور نیپ دو طاقتیں ہیں جو نصف صدی سے سامراجیوں سے ٹکرا رہی ہیں۔ اب یہ طاقت دو صوبوں میں ابھر آئی ہے جسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔ اگرچہ یہ دو صوبے چھوٹے ہیں لیکن جمہوریت کی بحالی کے لیے سب سے آگے رہے ہیں۔ قیوم لیگ اور دوسری پارٹیوں کو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ ہم نے جمہوریت بحال کر کے ان کو بھی حقوق دلائے ہیں۔ ایک سو چار ممبروں نے تو ۱۴ر اگست تک مارشل لاء جاری رکھنے کی دستاویز پر دستخط کر دیے تھے لیکن صدر بھٹو نے ان کی پرواہ نہ کی۔ یہ دستاویز ان کے منہ پر مار دی اور کہا کہ میں ان دو مجاہدوں (نیپ اور جمعیۃ) کا کہنا مانوں گا اور انہوں نے مارشل لاء کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔ موصوف نے پنجاب سے آنے والے مہمانوں کا خیرمقدم بھی کیا۔

ارباب سکندر خان کا خطاب

گورنر سرحد شلوار، قمیض اور واسکٹ میں ملبوس سٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین نے عوامی گورنر زندہ باد کے نعرے بلند کیے۔ موصوف نے مقامی باشندوں سے اپیل کی کہ اس جلسہ میں ایک کثیر تعداد ایسے حضرات کی ہے جو پشتو سے نابلد ہیں اس لیے مقررین سے پشتو زبان میں تقاریر کا مطالبہ نہ کریں بلکہ اردو ہی میں تقریریں سنیں۔ گورنر نے کہا کہ میں یہاں پر گورنر نہیں بلکہ آپ لوگوں کا ادنیٰ خادم بن کر آیا ہوں ہمیں آپ کی خدمت کر کے ہی حقیقی خوشی حاصل ہو گی۔ ہماری حکومت کی سب سے بڑی کوشش یہی ہوگی کہ یہاں قانون کی بالادستی ہو۔ غریب عوام کا نوّے فی صد بجٹ غریب عوام کی حالت سدھارنے پر خرچ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا جو بڑے لوگ غریب عوام پر ظلم کرنے کی روش پر قائم ہیں وہ ظلم کرنا چھوڑ دیں۔ اب وہ دَور ختم ہو چکا ہے۔ اب اگر کسی نے کسی پر ظلم کیا تو اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی یہ غریب عوام کا دَور ہے۔ گورنر نے آخر میں کہا کہ ہم اپنے وعدے ہر حالت میں پورے کر کے دم لیں گے اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو میں اور وزیرِ اعلیٰ کرسی چھوڑ کر عوام میں شامل ہو جائیں گے۔ گورنر نے کہا کہ جو مسائل درپیش ہیں ان کا حل ایک آدمی کے بس میں نہیں ہے۔ اس لیے قوم کے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم آپ کے تعاون سے ایسے ایسے کام کریں گے جن کے بارے میں آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔

وزیرِ اعلیٰ سرحد مفتی محمود کا بیان

عوام کے محبوب قائد، اسلام کے پرستار، سادگی کے مجسم پیکر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ وزیرِ اعلیٰ سرحد اپنے اسی سادہ لباس میں ملبوس جو ایک لمبے کرتے اور شلوار پر مشتمل ہے اور سر پر رومال باندھے سٹیج پر تشریف لائے آپ نے گاڑی میں جلسہ گاہ تک سفر کیا۔ تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ صوبہ سرحد میں آج سے شراب کی کشید، خرید و فروخت اور استعمال پر مکمل طور پر قانونی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جلسہ گاہ سے تحسین کے نعرے بلند ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ ہے، جمعہ کا مبارک دن ہے، آج ہم

بارگاہِ رب العزت میں یوم تشکر منانے کے لیے حاضر ہیں آج سے سرحد کی دھرتی پر کسی کو شراب پینے پلانے، کشید کرنے یا خرید و فروخت کرنے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی شراب کے تمام پرمٹ منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ کلبوں اور ہوٹلوں میں بار روم بند کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ صوبہ کے تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ کسی کو حدود سے تجاوز بھی نہیں کرنے دیا جائے گا۔ سرحد میں نظم و نسق میں جو رخنہ پیدا ہوا ہے اس کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے بدامنی پھیلانے میں جسے بھی ملوث پایا گیا اس کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔ اگر ان واقعات کے پیچھے کوئی خفیہ ہاتھ ہوا تو اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے گا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ قبائلی ہمارے بھائی ہیں اور ہم ان کے خادم ہیں اگر ہمارے درمیان تفریق پیدا کی گئی تو ان لوگوں کا محاسبہ کیا جائے گا جو اس حرکت کا ارتکاب کریں گے۔ انہوں نے قبائلی عوام سے اپیل کی کہ ایسے عناصر کا قلع قمع کرنے کے لیے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پچیس سال کی جد و جہد کے بعد آج ہماری دھرتی کو صحیح معنوں میں آزادی نصیب ہوئی ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ نظم و نسق اس حد تک خراب ہے کہ سڑکوں پر لوگ بلا لائسنس اسلحہ لے کر عوام کو لوٹ لیتے ہیں۔ اور قتل و غارتگری عام ہے۔ لوگوں کا جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس سرزمین پر اسلام کا وہ عادلانہ نظام نافذ ہو کہ ایک آدمی تن تنہا رات کے اندھیاروں میں اپنی ہتھیلی پر سونا رکھ کر نکلے اور کسی کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہو۔ میرے علم میں یہ بات بھی لائی گئی ہے کہ بعض مزارعین قانونی حقوق سے تجاوز کرتے ہوئے مالکان اراضی کو ان کے حقوق نہیں دیتے اور کچھ مقامات پر مالکانِ اراضی مزارعین پر زیادتیاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے زرعی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اصلاحات میں مزدوروں، کسانوں اور مالکانِ اراضی کے حقوق کا تعین کر دیا ہے۔ قانونی طریقے سے حقوق مانگنے اور لینے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے لیکن قانون ہاتھ میں لینے اور حد سے تجاوز کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب لوگ سن لیں اور جو یہاں نہیں ہیں ان تک بھی یہ بات ہم اخبارات کے ذریعے پہنچا رہے ہیں کہ آئندہ کوئی شخص اپنی حد سے تجاوز نہ کرے۔ گزشتہ تین چار ماہ کے دوران جو واقعات ہوئے ہیں ان کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کے ایک جج کی سربراہی میں تحقیقاتی کمیشن کا اعلان کیا گیا ہے جو اس بات کی تحقیقات کرے گا کہ ایسے واقعات کیوں ہوئے، ان کی وجہ کیا تھی؟ اسلحہ کہاں سے آیا اور بلا لائسنس اسلحہ کس طرح اور کس نے تقسیم کیا۔

مفتی صاحب نے دعا کی اللہ تعالیٰ ایسا وقت جلد لائے کہ یہاں کوئی ہاتھ چوری کی طرف نہ بڑھے — لوہاروں کو تالے اور ہتھکڑی بنانے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ چین کا ملک جسے ہم بے دین کہتے ہیں۔ وہاں چوریاں نہیں ہوتیں لیکن ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس قسم کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی سلسلے میں اعلیٰ سطح کا اجلاس طلب کیا گیا ہے جس میں صوبہ کے عوام کی سلامتی اور فلاح و بہبود کے مختلف گوشوں پر غور کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان مسائل کے علاوہ بے روزگاری، غربت، افلاس اور پینے کے پانی کی قلت جیسے سنگین مسائل بھی درپیش ہیں ہم انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ دو سال کے اندر اندر ان مشکلات پر قابو پایا جا سکے — صوبہ کی کوئی ایسی بستی نہ رہے گی جہاں پانی وافر طور پر فراہم نہیں ہوگا۔ ہمیں صوبہ کی تعمیر و ترقی کے لیے بھی انتھک کام کرنا ہے، زراعت کو ترقی دینی ہے، آبپاشی کے منصوبے تیار کرنے ہیں تاکہ زراعت آگے بڑھے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا ملکی قانون کو صوبہ کی حد تک کتاب و سنت کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے ماہرین قانون اور جید علماء پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل کیا جا رہا ہے جو اپنی رپورٹ کتاب و سنت کی روشنی میں مرتب کرے گا۔ پھر یہ رپورٹ صوبہ کی اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ آج ہم سیاسی، اقتصادی اور معاشی طور پر اتنے اُلجھ گئے ہیں کہ ان سے جلد چھٹکارا پانا ممکن نہیں ہے اس لیے کچھ وقت ضرور لگے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسائل کے حل ہونے تک حکومت ایک دن بھی چین سے نہیں بیٹھے گی۔ ہم نے خود کو ان مسائل کے حل کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ ہماری حکومت معاشرے سے برائیاں ختم کرنے کا مکمل تہیہ کر چکی ہے۔ ہم عہدوں کے خواہشمند نہیں ہیں۔ اگر ہم اقتدار پسند ہوتے تو جمہوریت کی بحالی کے لیے دی گئی لالچ کو قبول کر لیتے۔ ہم قوم کے ہیں اور قوم ہماری ہے اس لیے ہم نے اپنی قوم کا سودا نہیں کیا اور نہ ہی انشاء اللہ کبھی کریں گے

مفتی صاحب نے علماء سے بالخصوص اور عوام سے بالعموم درخواست کی کہ جس محبت اور شوق سے آپ حضرات ہمیں ملنے کے لیے سرکٹ ہاؤس تشریف لائے ہیں ہم ان جذبات کے دل سے قدردان ہیں لیکن قومی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے، ضروری امور پر غور و خوض کرنے اور مختلف مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے ہمیں وقت دیں۔ آپ کے لیے ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں تاہم میری درخواست ہے کہ آپ مقررہ وقت پر روزانہ ۵ سے ۸ بجے شام تک تشریف لا سکتے ہیں اور باقی اوقات میں اہم کام کرنے کی اجازت دیں۔ صوبہ بھر میں شکایات کے مراکز کھول دیے گئے ہیں اور ہر مرکز میں نیپ اور جمعیۃ کے نمائندوں کے علاوہ سرکاری افسران

کی بھی تقرری کی گئی ہے عوام کو ان سے تعاون کرنا چاہیئے۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ سندھ، پنجاب اور بلوچستان سے تشریف لانے والے معززین کا میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری عزت افزائی کرتے ہوئے دور دراز کا سفر کیا۔ آپ نے فرمایا اٹک سے پانچسو بسیں، بے شمار کاریں ٹیکسیاں اور ٹرک مہمانوں کو لے کر صوبہ کی سرحدات میں داخل ہوئے ہیں اور اندرونِ صوبہ سے تشریف لانے والے ان کے علاوہ ہیں۔ آپ سب کی تشریف آوری کے لیے ہم ممنون ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ہر کام میں صحیح رہنمائی اور غیب سے مدد فرمائے۔ آمین!

اختتامِ تقریب عصر کے وقت جلسہ اختتام پذیر ہوا اور بیرونجات سے آنے والے حضرات شاداں و فرحاں اپنی اپنی منزل کی طرف چل پڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے شاہی باغ کا وسیع احاطہ جمعیۃ کی دھاری دار ٹوپیوں والے سروں اور پرچموں سے خالی ہو گیا۔ احقر نے بھی حضرتِ اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم سے دعا لی۔ اور اجازت طلب کر کے واپس ہوا۔

مثالی کردار حضرت مفتی صاحب کی سادگی تو مشہور ہی ہے لیکن بقول حضرت مولانا سید عبدالمجید صاحب ندیم (ڈیرہ غازیخان) سرکٹ ہاؤس میں جہاں حضرت مفتی صاحب کی سرکاری رہائش گاہ ہے۔ وہاں زمین پر مردِ درویش نے کمبل ڈال رکھا ہے، ایک کھونٹی پر ان کا رومال لٹک رہا ہے اور ایک پر تسبیح۔ نماز کے وقت اذان بلند ہوتی ہے اور جو عملہ وہاں تعینات ہے اُن کا بیان ہے کہ جس جگہ شراب کی صراحیاں انڈیلی جاتی تھیں وہاں پر اللہ کا نام بلند ہونے سے علاقہ کی قسمت میں انقلاب آ گیا ہے۔ اللہ کرے کہ حضرت مفتی صاحب کے دم قدم سے سارا ملک ایک مثالی ملک بن جائے۔

قراردادیں

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سیکرٹری اطلاعات

جمعیۃ علماء اسلام اور ایم این اے نے دو قراردادوں کے ذریعہ عوام کے ہاتھ اٹھا کر منظوری حاصل کی کہ حضرتِ مفتی صاحب کی وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر تقرری، ان کے فوری اقدام سے شراب پر پابندی اور شرعی نظام کے لیے ہر ممکن کوشش کے عہد پر یہ اجلاس ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے اور یہ کہ دیگر صوبوں کی حکومتوں سے بھی پُرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ بھی شراب خانہ خراب پر صوبہ سرحد کی تقلید کرتے ہوئے فوراً پابندی عائد کر کے اسلام دوستی کا ثبوت مہیا کریں۔

حضرت مولانا ضیاء القاسمی نے فرمایا کہ وہ لوگ جو بند کمروں میں جلسے کر کے اخبارات میں لمبے لمبے بیان دے دیتے ہیں کہ ہم نے سرحد میں ریفرنڈم کرا دیا ہے۔ اس طرح کے عوامی جلسوں میں آ کر بات کریں تو پھر بات ہے۔ اس دھرتی پر اسلامی نظام رائج ہو گا۔ اور انشاء اللہ اس کی ضو سے سارا پاکستان جلد از جلد منور ہو کر رہے گا۔

صوبہ سرحد کو مبارکباد

صوبہ سرحد کے عوام باقی تمام صوبوں کے عوام کی طرف سے دلی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کو حسب دلخواہ قیادت میسر آئی ہے اور اسلام کے چرچے ان کی سرزمین سے ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ اسی طرح سارا ملک اسلامی رنگ میں رنگا جائے۔ آمین!

بقیہ: مظاہرے کا آنکھوں دیکھا حال

صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے۔

۴۔ عملیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کس چیز میں اور کیوں کر کرنی چاہیئے؟۔ اس کے لئے انبیائے کرام اور بانیانِ مذاہب کی موجودہ سیرتوں کا وہ باب ہے جو تمام تر خالی اور سادہ ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہی باب سب سے بڑا اور ضخیم ہے اور تنہا یہی ایک معیار اس کے لئے کافی ہے کہ نبیوں کا سردار اور رسولوں کا خاتم کون ہوسکتا ہے۔ مفید نصیحتوں اور اچھی اچھی تعلیموں کی دنیا میں کمی نہیں۔ کمی جس چیز کی ہے وہ کام اور عمل ہے۔ موجودہ مذہبوں کے شارعوں اور بانیوں کی سیرتوں کے تمام صفحے پڑھ جاؤ، دلچسپ تخیلیاں ملیں گی، دلآویز حکائتیں ملیں گی۔ خطیبانہ بلند آہنگیاں ملیں گی، تقاریر کا زور و شور، فصاحت و بلاغت کا جوش نظر آئے گا، موثر تمثیلیں تھوڑی دیر کے لیئے خوش کر دیں گی مگر جو چیز نہیں ملے گی وہ عمل اور کام اور اپنے احکام و نصائح کو برت کر اور کر کے دکھانا ہے۔ انسان کی عملی سیرت کا نام خلق و اخلاق ہے۔ قرآن کے سوا اور کسی مذہب کے صحیفے نے اپنے شارع کی نسبت اس بات کی کھلی شہادت نہیں دی ہے کہ وہ اپنے عمل کے لحاظ سے بدرجہا بلند انسان تھا۔ لیکن قرآن نے کہا اور درست کہا:

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝

(ترجمہ) اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری مزدوری نہ ختم ہونے والی ہے اور تُو بیشک بڑے درجہ کے اخلاق پر ہے۔

قرآن پاک کلام حاکم اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو تعلیمات انسانوں کو پہنچائی گئی ہے، ان کا مجموعہ ہے بہ حیثیت ایک عملی پیغمبر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارک درحقیقت قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے۔ جو حکم آپ پر اتارا گیا آپ نے خود اس کو کر کے بتلایا۔ ایمان، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، جہاد، ایثار و قربانی، عزم و استقلال، صبر و شکر، اس کے علاوہ حسن عمل و حسن خلق کی باتیں جس قدر آپ نے فرمائیں ان کے لیے سب سے پہلے آپ نے اپنا ہی نمونہ پیش کیا۔ جو کچھ قرآن میں تھا وہ مجسم ہو کر آپ کی زندگی میں نظر آیا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وّ علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و سلّم۔

مشاہیر علماء سرحد کی علمی و سیاسی خدمات

ایک تاریخی سرگزشت ★ ایک ولولہ انگیز داستان

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

حضرت مولانا قاضی مقدار الدین شاکر پشاوری

پیدائش آپ ۱۹۲۲ء میں زیارت کاکا صاحب ضلع پشاور میں ابصار الدین مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے نانا مولانا قاضی عصمت اللہ صاحبؒ (م ۱۹۶۹ء بعمر ۱۲۱ سال) سے حاصل کی۔ انہی سے صرف، نحو، فقہ اور ادب کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے علاوہ مولانا میاں حمد اللہ صاحب کے چھوٹے بھائی میاں سعد اللہ صاحب سے نفحۃ الیمن، شرح تہذیب اور قدوری وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

انتہائی تعلیم ۱۳ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے دیوبند روانہ ہوئے۔ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ کو دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ پورے چھ سال تک یہیں قیام رہا۔ ۱۳۶۲ھ میں دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث ہی کے سال مولوی فاضل کا داخلہ بھیج دیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۴۴ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

علمی خدمات فراغت کے بعد دہلی میں ادارہ مؤتمر مصنفین میں حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کی سرپرستی میں فیلو (رفیق) کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ مولانا موصوف کی دو کتابوں "دوزخ کا کھٹکا" اور "جنت کی کنجی" کی تخریج کی۔ (یعنی ہر حدیث کے ساتھ راوی کا نام صحاح سے تلاش کرکے تحریر کیا گیا) جو ان کتابوں کی تیسری اشاعت میں شامل کیا گیا۔

مولانا موصوف قرآن پاک کی تفسیر کی علماء کمیٹی میں بھی شامل رہے۔ یہ کمیٹی چار علماء پر مشتمل تھی۔

مستقل تصانیف ۱۔ کاملُ المنجب کے نام سے ۳۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب الکامل للمبرد کی شرح لکھی۔ جس پر علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریظ لکھتے ہوئے تحریر فرمایا "وَكِتَابُهُ الْكَامِلُ مَقْبُوْلٌ غَايَةَ الْقَبُوْلِ دَاخِلٌ فِيْ نِصَابِ الْمَدَارِسِ الْهِنْدِيَّةِ وَطُلَّابُهَا الْهِنْدِيُّوْنَ كَانُوْا كَثِيْرَ الْاِحْتِيَاجِ اِلَى تَرْجَمَتِهِ بِالْهِنْدِيَّةِ وَشَرْحِ غَوَامِضِهِ فَتَكَفَّلَ بِهٰذَا اَخُوْنَا الْعَزِيْزُ مَوْلَوِيْ مِقْدَارُ الدِّيْنِ وَوَفَّى حَقَّهُ۔" اور ان کی کتاب کو نہایت مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ کتاب ہندوستان کے اکثر عربی مدارس کے نصاب میں داخل ہے ہندوستانی طلبہ کو اس کے اردو ترجمہ اور مشکل الفاظ کی شرح کی شدید ضرورت تھی جسے ہمارے عزیز بھائی مولوی مقدار الدین نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اور اس کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ شیخ الفقہ والادب دارالعلوم دیوبند نے اپنی طویل تقریظ کے آخر میں یہ گرانقدر فقرہ لکھ کر اس کی قیمت دوبالا کر دی:

"لَمْ اَرَ لَهُ شَبِيْهًا وَّلَا نَظِيْرًا۔"

کہ میں نے اس کی مثل کہیں نہیں دیکھی۔

ناظمِ اسلامیات دہلی کے بعد تقریباً تین سال تک انجمن خادمانِ اسلام کی جانب سے ان کے قائم کردہ ایک کالج اور چار ہائی سکولوں کے لیے "ناظمِ اسلامیات" مقرر ہوئے۔ اسی عرصۂ قیام میں آپ نے ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل میٹرک کے طلبہ کے لیے اسلامیات کی ایک نصابی کتاب "برہان الاسلام" لکھی جو پہلے جالندھر اور پھر دوسری بار میسرز کریم بخش شاہ ولی انار کلی لاہور کے ذریعہ منظر عام پر آئی۔ اہلِ علم نے اس کتاب کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔

۴۔ سفرنامۂ حجاز ۱۹۷۱ء میں آپ نے ایران، افغانستان، عراق، کربلا، نجفِ اشرف، شام، کویت، ریاض، طائف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے تمام مقدس مقامات اور تاریخی آثار کے سلسلہ میں اپنا سفرنامہ ترتیب دیا جو تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور چھپ رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب "ہماری اردو" برائے جماعت ششم ہر دو حصے بورڈ نے منظور کیے۔

۴۔ تسہیل الفرقان یہ قرآنی قاعدہ ہے ابتدائی قرآن خواں بچوں کے لیے نئے طرز سے ابتدائی قاعدہ لکھا ہے۔ جس میں ہر سبق سے پہلے اساتذہ کرام کے لیے ہدایات لکھی ہیں تاکہ اساتذہ کو نئے طریقِ تعلیم سے پوری آگاہی ہو سکے۔ ۱۹۴۷ء میں جالندھر ہی میں قیام تھا کہ قیامِ پاکستان کے اعلان پر اپنے وطن مغربی پاکستان واپس آنا پڑا۔

تقسیم ملک سے لے کر اب تک چوک ناصر خان میں ایک چھوٹی سی مسجد پھوڑگراں میں امام کے عہدہ پر فائز ہیں اور اسی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ فارغ اوقات میں کئی جگہ سلسلۂ درس رکھا جو ابھی تک جاری ہے۔

درس کی امتیازی شان علماء کرام بعض اوقات درسِ قرآن مجید کے دوران میں دوسرے مکاتب فکر کے علماء و سامعین کا خیال نہیں رکھتے اور بنا بریں فرقہ بندیوں کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے اور اسلامی اتحاد کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ راقم الحروف نے جب مولانا موصوف سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو مولانا نے نہایت فراخدلی سے مخلصانہ جواب دیا کہ "درسِ قرآن سے مقصود انسانیت کی فلاح ہے۔ قرآن پاک کو سامنے رکھ کر کسی فرقہ بندی کی طرف خیال نہیں جاتا۔ بلکہ یہی خیال رہتا ہے کہ پوری انسانیت کو قرآن سے مستفید ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ

یہ قرآن سب کا ہے۔ اسی قرآن مجید سے پوری مخلوق کی اصلاح مقصود ہے اور اسی پر میری نظر رہتی ہے۔"

صوفیانہ مسلک دارالعلوم دیوبند کے عرصۂ قیام میں آپ حضرت مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب (حال صدر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی) اور مولانا عبدالسبوح صاحب (حال رجسٹرار پشاور یونیورسٹی) کی رفاقت میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں تھانہ بھون بھی گئے۔ حضرت تھانویؒ سے مصافحے ہوئے اور حال پوچھے گئے اُس وقت ان کے ہاتھ میں جو ہاتھ دیا اس تعلق میں حضرت تھانویؒ کے انتقال اور بُعدِ زمانہ کی وجہ سے بھی قطعاً کوئی فرق نہیں آیا۔ مولانا نے فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ "حضرت تھانویؒ چلے گئے اور دنیا محروم ہو گئی۔ کم از کم حضرت تھانویؒ کے بارے میں ان کا یہ کہنا کسی طرح درست نہیں۔ اس لیے کہ ان کی تقریباً ہر مسئلہ پر اپنی تصانیف موجود ہیں اور جب تک ان کی یہ تصانیف دنیا میں موجود ہیں۔ ان سے پوری رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

راہِ طریقت کا سالک جب بھی کوئی الجھن پائے گا اسے حضرت والا کی تصانیف کے مطالعہ سے پھر کوئی الجھن باقی نہیں رہے گی بلکہ اُسے ہر ہر قدم پر پوری رہنمائی ملتی چلی جائے گی بشرطیکہ آپ کی جملہ تصانیف، ملفوظات اور مواعظ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ وہ اوروں کے لیے بھی رشد و ہدایت کا کام کر سکے گا۔ مولانا نے پورے عزم و یقین کے ساتھ فرمایا کہ "یہ سلسلۂ امدادیہ اشرفیہ قیامت تک جاری رہے گا"۔

نصابی کمیٹی کے رکن آپ ۱۹۶۷ء سے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے اردو اور اسلامیات کی نصابی کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔

شاعرانہ ذوق آپ شاعرانہ ذوق بھی رکھتے ہیں۔ عام شاعری کے علاوہ قطعاتِ تاریخ لکھنے میں اچھے خاصے ماہر ہیں۔ صوفیانہ شاعری کرتے ہیں۔ شعر دل سے کہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ دل پہ لگتے ہیں۔

خطابت آپ عظیم جامع مسجد سنہری پشاور صدر کے خطیب ہیں آپ کا واعظانہ رنگ اجنبی سے اجنبی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ راقم نے جو مغرب کی نماز ان کے پیچھے پڑھی، اس کا سرور ابھی تک اُسی طرح محسوس ہوتا ہے قرأت میں آپ پر رقت طاری ہوتی ہے اور اس کا اثر سامعین پر بھی ہوتا ہے۔

زہد و تقوٰے اتنے اچھے عالم ہونے کے باوجود ایک چھوٹی سی مسجد میں ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں پورا شہر آپ کے زہد و تقویٰ کی گواہی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت الاستاذ، امام الاولیاء، مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لائے تو خصوصیت سے آپ کی ملاقات کے لیے آپ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اسی طرح مولانا سید سلیمان ندویؒ بھی اسی مسجد میں آپ سے ملنے آئے۔

(اللہ ایسے بزرگوں کو تادیر سلامت رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین)

حضرت مولانا قاضی صدرالدین صاحب ہزاروی

ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں "درویش" ہری پور ہزارہ میں مولانا محمد فیروز الدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا محمد فیروز الدین صاحبؒ سے حاصل کی۔ پھر "شاہ محمد" نزد ہری پور میں علاقہ کے مشہور عالم مولانا سکندر علی صاحبؒ سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں مانسہرہ میں مولانا حمیدالدین صاحب سے بھی علمی استفادہ کیا۔ پھر آپ "غور غشتی" ضلع کیمبلپور چلے گئے۔ وہاں مولانا قطب الدین صاحب سے تحصیلِ علم کی۔ اسی ضلع میں "اورنگ آباد" میں مولانا عبدالرؤف صاحب سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔ پھر رامپور "مدرسہ عالیہ" میں مولانا فضلِ حق صاحبؒ سے تفسیر، منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔

انتہائی تعلیم دورۂ حدیث ریاست بھوپال میں حضرت مولانا بشیر احمد صاحبؒ تلمیذ حضرت علامہ محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے پڑھا۔

تدریسی خدمات فراغت کے بعد حیدر آباد دکن میں چار سال تک مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں۔ بعد ازاں اپنے ہی مدرسہ واقع "درویش" میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

خانقاہ کندیاں میں مولانا احمد خاں صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت مولانا سراج الدین صاحب موسیٰ زئی شریف کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں حاضری دی اور ایک سال سات ماہ تک حضرت مولانا احمد خانؒ کی خدمت میں رہے اور روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔ آپ ان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں —— پھر درویش واپس آئے اور یہیں دعوت و ارشاد و اصلاح باطنی میں مصروف ہوئے۔ چونکہ درویش میں جگہ تنگ تھی اور کام وسیع تھا اس لیے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ متصل ریلوے سٹیشن ہری پور کی بنیاد رکھی۔ آٹھ کنال کے رقبہ میں مدرسہ، مسجد اور مہمان خانہ کی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ مدرسہ میں دورۂ حدیث کے علاوہ باقی تمام درسِ نظامی کی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ چار استاد کام کر رہے ہیں۔ اور ایک وقت وہ تھا جب اس جگہ مولانا موصوف ایک جھونپڑے کے نیچے آ کر بیٹھے تھے اور مدرسہ کے لیے پچاس ہزار روپے کی ضرورت تھی۔ نواب آمب کو اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔ انہوں نے کہا کہ مدرسہ کے اخراجات کا نظم میں خود کروں گا۔ نیز مدرسہ کی مسجد پر بھی نواب امب فرید خاں صاحب نے کافی مالی امداد دی۔ مسجد کے اندر دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور اتنا ہی مسجد کے صحن پر۔ مسجد کے اندر کی دیواروں پر خالص پانسہ کا سونا لگا ہوا ہے۔ شاید ایسی مسجد کہیں نہ ہو اور کم از کم ہمارے

اس علاقہ میں تو بالکل نہیں ہے۔ آپ اس مدرسہ کے بانی اور مہتمم ہیں۔ آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ مطلقاً چندہ کی اپیل نہیں کرتے۔ اللہ پاک غیب سے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں۔ جیسی ضروریات پیش آئیں ویسے ہی آدمی اللہ پاک مدرسہ کی امداد کے لیے بھیج دیتے ہیں۔

حضرت مولانا الحاج قاضی محمد شمس الدین صاحب ہزاروی

آپ مولانا فیروز الدین صاحب مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے اور مولانا قاضی صدر الدین صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ موضع درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ کے رہنے والے ہیں۔ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں "کوٹ نجیب اللہ" میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم پرائمری ہری پور سکول سے پاس کی۔ ابتدائی مذہبی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا صدر الدین صاحب سے حاصل کی۔ پھر دو سال تک مولانا عبدالحی صاحب کے مدرسہ بھوئی گاڑ میں زیر تعلیم رہے۔ جامعہ فتحیہ اچھرہ حافظ مہر محمد صاحب مرحوم سے بھی استفادہ کیا اور پھر موضع انگھی ضلع گجرات میں مولانا غلام رسول مرحوم سے بھی ایک سال تک پڑھتے رہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے سہارنپور کا رخ کیا۔ مظاہر العلوم میں سال ڈیڑھ سال تعلیم پانے کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث امام الفقہاء علامہ مفتی محمد کفایت اللہ کے پاس ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں پڑھا

تدریسی خدمات فراغت کے بعد مسلسل چار سال تک آپ نے اپنے مدرسہ واقع "درویش" میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھائیں۔

بیعت کا تعلق پہلی بیعت حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے گولڑہ ضلع راولپنڈی میں حاصل کی۔ دوسری بیعت حضرت گولڑوی کے وصال کے بعد مولانا الحاج محمد عبداللہ صاحب خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی سے کی۔ اور ۱۹۴۲ء سے ۱۹۵۳ء تک انہی کی خدمت میں وقت گزارا اور کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا محمد عبداللہ رح سے آپ کو خلافت عطا ہوئی اور آپ کو حضرت کے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۵۴ء کے بعد سے اب تک آپ "درویش" ہی میں مقیم ہیں۔

تصنیفی خدمات:

۱۔ داڑھی کی اسلامی حیثیت، ۱۸×۲۲/۸ کے ۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ علماء نے اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ اس کا عربی ترجمہ بھی آپ نے کر دیا ہے۔ لیکن عربی ترجمہ غیر مطبوعہ ہے۔

۲۔ سیرت خلفائے اسلام، ۲۰×۳۰/۱۶ کے ۱۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ آسان اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ مکتبہ احرار الاسلام ملتان نے شائع کی ہے ماہنامہ "فکر و نظر" میں محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے اس کتاب پر نہایت وقیع تبصرہ کیا ہے۔

۳۔ مسئلہ رویت ہلال: یہ کتاب اردو میں ہے اور طبع ہو چکی ہے۔

۴۔ بے باک محاسبہ: جماعت اسلامی کی تائید میں لکھے ہوئے کتابچہ "بے لاگ محاکمہ" کا مدلل اور مضبوط تحقیقی جواب ہے۔

یہ کتابیں آپ کے علم و فضل اور قوت استدلال اور زور تحقیق کے بہترین نمونے ہیں۔

۵۔ کتاب التبشیر والاستعمار کا اردو ترجمہ مکمل کر چکے ہیں لیکن ابھی منظر عام پر نہیں آ سکا۔ (باقی ص ۱۹ پر)

بقیہ: حضرت بلال رض

آپ آنحضرت ﷺ کے خازن اور مصاحب خاص تھے۔ اسی وجہ سے ان کو بھی آپ کے ساتھ تکلیفوں میں مبتلا رہنا پڑتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ میں اللہ کے راستہ میں اتنا ڈرایا گیا ہوں کہ کسی کو اتنا نہ ڈرایا جائے گا۔ اور مجھے اللہ کے بارے میں اس قدر ایذا دی گئی ہے کہ کسی کو اتنی ایذا نہ دی جائے گی۔ اور یہ واقعہ ہے کہ مجھ پر تیس دن اور رات ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانے کیلئے جاندار کی خوراک میں سے صرف اتنی چیز تھی جو بلال رض کی بغل میں چھپی ہوئی تھی۔ (ترمذی شریف)

آپ کی شادی شام کے زمانہ قیام میں حضرت بلال رض نے شادی بھی کی تھی۔ جس کا تذکرہ اصابہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے اس طرح کیا ہے۔

حضرت بلال رض نے اپنے دینی بھائی ابو رویحہ خثعمی رض کے ساتھ قبیلہ بنی خولان میں تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے کہا کہ ہم دونوں نکاح کا پیغام دینے آئے ہیں۔ ہم کافر تھے اللہ جل شانہ نے ہم کو ہدایت فرمائی اور اسلام سے نوازا۔ ہم غلام تھے اللہ تعالیٰ نے ہم کو آزادی بخشی۔ ہم تنگ دست تھے اللہ تعالیٰ نے ہم کو مال بھی نصیب فرمایا اگر تم لوگ ہم سے نکاح کر دو تو الحمدللہ اور اگر ہمارا پیغام رد کر دو تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ قبیلہ بنی خولان کے لوگوں نے دونوں کا نکاح کر دیا۔ (الاصابہ)

شادی کا ذکر تو ملا لیکن اولاد ہونے کا پتہ نہ چلا۔ صاحب اسد الغابہ نے یہ ضرور لکھا ہے کہ حضرت بلال رض نے اپنی وفات کے وقت کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

وفات حضرت بلال رض کی وفات ۲۰ھ میں دمشق میں ہوئی اور وہیں باب صغیر کے پاس مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر مبارک ۶۳ سال کی تھی۔ اس حساب سے بعثت نبوی کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے پورے ۳۳ سال اسلام کی خدمت میں گزارے اسلام کے لیے بے حد مار کھائی اور طرح طرح کے ظلم و ستم ان پر ڈھائے گئے۔ جہاد و غزوات میں بھی برابر شریک رہے۔ بھوک کی تکلیف بھی برداشت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اتنا نوازا کہ نہ صرف مؤذن بلکہ سید المؤذنین کے قابل رشک منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ حضور ﷺ کی صحبت و معیت کی سعادت کبریٰ سفر و حضر میں برابر حاصل رہی سب سے بڑی سعادت آنحضرت ﷺ کے اخراجات کے منتظم اور ذمہ دار ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

اسلامی انقلاب کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے "مفتی محمود"

"ہمیں ان بزرگوں کی قیادت میسر ہے جنہوں نے حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، حضرت لاہوری

اور مولانا آزاد کے دوش بدوش انگریزی سامراج کے خلاف جہاد کیا تھا، عبدالولی خاں

دریائے اٹک سے پشاور تک شہدائے بالاکوٹ کے جانشینوں کا ولولہ انگیز تاریخی جلوس اور مظاہرہ

پشاور میں یوم تشکر کے اجتماع میں قومی رہنماؤں کی معرکہ آراء تقاریر ☆ رپورٹ، عبدالرشید انصاری، لاہور

جو کام سابق حکمران پچیس برس میں نہ کر سکے۔ مولانا مفتی محمود نے وزارت علیا کی مسند پر بیٹھتے ہی پہلے ہی روز وہ کام کر دکھایا۔ الجبسی قوتوں کے علی الرغم شمال مغربی سرحدی صوبہ میں شراب کی کشید فروخت اور استعمال پر مکمل پابندی معمولی واقعہ نہیں ہے ملک کے نشریاتی اداروں پر قابض مخصوص اجارہ دار اس اقدام کو افادیت و اہمیت اور عوامی رد عمل کو چھپانے کی جتنی چاہیں کوشش کریں۔ لیکن وہ حقائق کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔ حقیقت اپنا وجود خود تسلیم کرا لیتی ہے لیکن اس فیصلہ پر عوام نے مولانا مفتی محمود کو جو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے دلوں میں حضرت مفتی صاحب کی محبت و عقیدت کا جو سمندر موجزن ہوا اس کا مظاہرہ پانچ مئی کو دریائے اٹک کے اس پار ہوا جب راولپنڈی اور پشاور کے درمیان ہڑتال کے باوجود ڈیڑھ صد کے قریب بسیں اور بے شمار ویگنیں کاریں سیاہ و سفید پرچم ہواؤں میں اڑاتی ہوئی دریائے اٹک اور دریائے کابل کے ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھیں پنجاب کے دور افتادہ علاقوں سے طویل سفر طے کر کے یہاں پہنچنے والے اس جلوس کے خیر مقدم کے لیے حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی نوشہرہ سے اور وزیر اعلیٰ سرحد قائد جمعیۃ مفتی محمود پشاور سے اٹک کے پل پر تشریف لائے پریس اور اطلاعات و نشریات کے قومی ادارے اس کارروائی کو گول کر گئے نہ معلوم اس میں مصلحت کیا تھی اور سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالحکیم نے بھی اس معاملہ پر کچھ نہیں کہا۔

لاہور اور کراچی کے اخبارات نے تو نیپ کے سربراہ اور وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد کی تقاریر کا الگ الگ خلاصہ بھی بڑی مشکل سے شائع کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری مولانا عبدالحکیم کو اس صورت حال کے بنیادی اسباب اور اس سے رونما ہونے والے نتائج کا بغور جائزہ لے کر آئندہ کے لیے مفید لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے۔ دوسروں پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنے راستہ کی رکاوٹیں خود ہٹانا ہوں گی۔ اپنی صلاحیتوں اور اپنی قوت بازو کو بروئے کار لانا پڑے گا۔ ۵ مئی جمعۃ المبارک یوم تشکر کے ساتھ ساتھ یوم تفکر بھی ہے یوم تشکر کی کارروائی سے قوم کو بے خبر رکھنے کی پوشیدہ کوشش ایسا واقعہ نہیں جسے نظرانداز کر دیا جائے کیوں کہ پانچ مئی کو پشاور میں یوم تشکر کا انعقاد ایک طرح سے اس عظیم قوت کا مظاہرہ تھا جسے مکمل اسلامی نظام سے کم کوئی چیز لائق قبول نہیں اور اس قوت کے تمام عناصر نیکی اور بھلائی کی راہ میں حائل ہونے پر چٹان سے ٹکرانے اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

گورنر سرحد سکندر خان خلیل کا خطاب

پشاور کی شاہراہوں اور گلی کوچوں میں عدل و مساوات کے قیام اور اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے حق میں مظاہرہ کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام شاہی باغ میں منعقد ہونے والے بہت بڑے جلسۂ عام سے سہ پہر کو خطاب کرتے ہوئے شمال مغربی سرحدی صوبے کے درویش صفت گورنر جناب ارباب سکندر خان خلیل نے پرجوش الفاظ میں کہا۔

جبر اور تشدد کا دور اب ختم ہو چکا ہے اب مظلوم اور غریب ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ جن سے ان کے حقوق غارت ہوں۔ اب صوبہ سرحد میں اگر کسی بڑے سے بڑے ظالم نے بھی کسی کمزور اور غریب کو تنگ کیا اور اس پر ظلم توڑا تو ہم اس کی گردن توڑ دے گا......"

انہوں نے کہا "اب کوئی شخص غریبوں کے حقوق سلب نہیں کر سکے گا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ آئندہ مالی سال کے صوبائی بجٹ کا تقریباً نوے فی صد حصہ غریب عوام کی فلاح و بہبود پر صرف کیا جائے گا۔ غریبوں کو روزگار فراہم کرنے، صوبے میں آب پاشی اور تعلیم کی زیادہ سے سہولتیں مہیا کرنے کو ترجیح دی جائے گی"۔

خان عبدالولی خاں کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا گل بادشاہ کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اس پر ہجوم جلسہ میں گورنر سرحد سے پہلے نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خاں نے تالیوں کی گونج میں اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی ایک ایسی طاقت ہیں۔ جنہیں کبھی کچلا نہیں جا سکتا۔ ان دونوں جماعتوں کی اہمیت کو تسلیم نہ کرنے والے لوگ حقائق سے اغماض کر رہے ہیں۔ یہ دونوں جماعتیں ملک کے چار میں سے دو صوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ لہذا قومی معاملات میں انہیں ہرگز نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ صرف دو صوبوں کی نمائندہ ہونے کے باوجود یہ دونوں ہمیشہ کامل قومی مفاد

کی علمبردار رہی ہیں۔ ان دونوں جماعتوں نے بڑے نازک وقت میں جمہوریت کی بحالی اور مارشل لاء کے خاتمے کے لیے کامیاب جدوجہد کی جو صرف سرحد اور بلوچستان کا مطالبہ نہیں پورے ملک اور ساری قوم کا مطالبہ تھا۔

خان عبدالولی خاں نے زوردار الفاظ میں کہا کہ جمعیت اور نیپ وہ جماعتیں ہیں جنہوں نے عوامی حقوق اور جمہوری مفادات کی خاطر اقتدار اور وزارتوں کو مسترد کر دیا۔ ہمارا یہ موقف ان مفاد پرست پارٹیوں اور لوگوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہے جو قومی مفاد اور عوامی حقوق کی پرواہ کیے بغیر عہدوں کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔ بعض ذہنوں نے ہمیں بھی ان لوگوں کے زمرہ میں خیال کیا تھا جو جہاں کرسی نظر آئے جھٹ اس پر جا بیٹھتے ہیں۔

نیپ کے سربراہ نے کہا دنیا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں بزرگوں کی قیادت و رہنمائی میسر ہے جنہوں نے شیخ الہند مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ابوالکلام آزادؒ کے ساتھ مل کر برطانوی سامراج کے خلاف جہاد کیا اور ملک آزاد کرایا تھا۔

خان صاحب نے کہا جمعیۃ اور نیپ نے اپنے اصولوں کے تحفظ اور عوامی حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کی ایسی نظیر قائم کی ہے۔ جس کا اس سے پہلے ملک کی پچیس برس کی تاریخ میں کہیں نشان تک نہیں ملتا۔

جمہوریت کی بحالی

انہوں نے کہا ہماری جدوجہد سے ہی چاروں صوبوں میں جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ اس لیے پیپلز پارٹی اور قیوم لیگ کو نیپ اور جمعیت کا شکرگزار ہونا چاہیئے۔ ہماری کوششوں سے ہی قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو عوام کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ انہوں نے کہا ہم عہد کرتے ہیں کہ آئندہ بھی اپنے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اور عوام کے حقوق و مفادات کا کبھی سودا نہیں کریں گے۔

انہوں نے نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کو ایک بڑی جمہوری قوت قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ پنجاب اور سندھ کے مقابلے میں سرحد اور بلوچستان دو چھوٹے صوبے ہیں۔ لیکن اب انہیں کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔ انہی دونوں صوبوں نے مارشل لاء کے خاتمہ اور بحالی جمہوریت کی تحریک کی قیادت کی اور ان کی جدوجہد کے نتیجہ میں پنجاب اور سندھ کے لوگوں کو بھی پچیس سال کی طویل مدت کے بعد اسمبلیاں اور جمہوری حقوق ملے ہیں۔

خان عبدالولی خان نے آخر میں اپنی پارٹی کی جانب سے پنجاب اور دوسرے صوبوں سے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور توقع ظاہر کی کہ نیپ اور جمعیۃ کا اتحاد ہمیشہ قائم رہے گا۔

وزیراعلیٰ مولانا مفتی محمود کا خطاب

جلسہ میں آخری تقریر وزیراعلیٰ مولانا مفتی محمود نے کی۔ آپ نے کہا آج سے صوبہ سرحد میں بسنے والے ہر شخص کو اس کے حقوق ملیں گے۔ قانون کی بالادستی قائم ہوگی۔ امن عامہ تباہ کرنے والوں اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ صوبہ سرحد میں افراتفری اور نظم و نسق میں رخنہ اندازی کا مرتکب جو سازشی ہاتھ بھی نظر آیا اسے کاٹ دیا جائے گا۔

مفتی صاحب نے اعلان کیا کہ آج سے پورے صوبہ سرحد میں شراب پینے فروخت کرنے اور کشید کرنے پر قانونی طور پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ شراب کے تمام پرمٹ منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ دوکانوں ہوٹلوں اور کلبوں میں شراب کی فروخت اور بھٹیوں میں شراب کی کشید ممنوع قرار دے دی گئی ہے آج سے صوبے بھر میں کسی شخص کو شراب پینے کی اجازت نہیں ہے۔ امن عامہ کی بحالی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا مرکزی حکومت کی طرف سے کی جانے والی اصلاحات میں مالکان زمین اور مزارعین کے حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں اپنے قانونی حقوق مانگنے اور لینے کا ہر شخص کو حق ہے۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر فرد کے حقوق ادا کرنا میری حکومت کا اپنا فرض ہے جسے وہ خود ادا کرے گی۔ اب حقوق حاصل کرنے کے لیے بندوق اٹھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اپنے حقوق سے تجاوز کرنے اور دوسروں کا استحصال کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی۔

مولانا مفتی محمود نے واشگاف الفاظ میں کہا ہماری آخری منزل مکمل اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہے۔ ہم ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں کوئی شخص چوری کا ارادہ بھی نہ کر سکے۔ اور ایسا وقت انشاءاللہ تعالیٰ جلد آئے گا۔ جب لوہار کو تالا نہیں بنانا پڑے گا۔ اور رات کی تاریکی میں اگر کوئی شخص پہاڑوں اور جنگلوں میں ہاتھ پر سونا رکھ کر بھی جا رہا ہو تو اس کا دل مطمئن ہوگا۔ اسے کسی سے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

مفتی صاحب نے کہا ہم سیاسی اور اقتصادی طور پر جن مسائل میں الجھے ہوئے ہیں ان سے یک جنبش نجات حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اس میں کچھ وقت لگے گا۔ لیکن یہ مسائل حل ہونے تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ہماری حکومت نے معاشرے سے برائیوں کا مکمل خاتمہ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ پورے صوبے میں شکایات وصول کرنے کے مراکز کھول دیئے گئے ہیں ہر مرکز میں نیپ اور جمعیۃ کے نمائندوں کے علاوہ سرکاری افسر بھی متعین کئے گئے ہیں۔ عوام کو ان سے تعاون کرنا چاہیئے آپ نے قبائلیوں سے اپیل کی کہ وہ نظم و نسق بحال کرنے میں حکومت سے تعاون کریں۔ آپ نے کہا قبائلی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ تفریق ڈالنے والوں کا ہم محاسبہ کریں گے۔

آپ نے کہا اس سرزمین پر عوامی جذبات و احساسات کے مطابق نظام چلے گا۔ جس کی ابتداء شراب پر پابندی عائد کرنے کے عوامی مطالبے کی منظوری سے ہو چکی ہے۔ مفتی صاحب نے اعلان کیا کہ صوبہ سرحد میں بے روزگاری، غربت و افلاس اور پینے کے پانی کی قلت جیسے اہم اور سنگین مسائل دو سال کے اندر اندر انشاءاللہ حل ہو جائیں گے۔ زرعی ترقی کے لیے آبپاشی کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ صوبہ سرحد کی حد تک قوانین کو ہم قرآن و سنت کے مطابق بنائیں گے۔ اس مقصد کے لیے ماہرین قانون اور جید علماء پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ اس بورڈ کی رپورٹ صوبائی اسمبلی کے سامنے منظوری کے لیے پیش کی

جائے گی ۔

قراردادیں جلسہ میں منظور کی جانے والی ایک قرارداد میں ملکی سالمیت و استحکام کے لیے پاکستان کے چاروں صوبوں میں مکمل اسلامی آئین کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا ۔

دوسری قرارداد میں نیشنل عوامی پارٹی اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عزت اور وقار کے ساتھ بھارت سے جنگی قیدیوں کی واپسی کی بھرپور کوشش کریں ۔ تیسری قرارداد میں پاکستان کا وقار بلند رکھنے اور ملک کا دفاع کرنے کے سلسلے میں نیپ اور جمعیت نے ہر ممکن قربانی پیش کرنے اور حکومت سے مکمل تعاون کرنے کا یقین دلایا ۔ جلسہ میں اور شخصیات کے علاوہ ممتاز روحانی پیشوا اور عالم ربانی حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک مولانا عبدالقیوم جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور پنجاب و سرحد کے ممتاز علماء کرام اور شیوخ نے اس تاریخی اجتماع میں شرکت کی ۔

بقیہ : وفائے عہد

"امیرالمومنین ! ہم اس حق کو خالص خدا کی خوشنودی کے لیے معاف کر چکے ۔ لہٰذا اب ہمیں کچھ لینے کا حق نہیں اور نہ لیں گے ۔"

یہ عجیب و غریب وفائے عہد کا واقعہ اس مسرت و شادمانی پر ختم ہوا ۔

بقیہ : بھولا ہوا سبق

مزاج بن چکا تھا ۔ ہماری سڑکیں ہماری گلیاں ہمارے کوچے ہمارے محلے اور ہمارے گھر آئینہ کی طرح صاف اور شفاف کیوں نظر نہیں آتے ؟

ایک وقت تھا کہ ہم نے دور دراز گوشوں کو صیقل کر دیا تھا ۔ آج اس کی ضرورت ہے کہ ہمیں وہ سبق یاد دلایا جائے جو خود ہمارا ہی دیا ہوا تھا ! کتنی آسان اور سہل بات ہے لیکن ہم نے اپنی غفلت سے اسے کس درجہ دشوار بنا دیا ہے !

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا عبوری آئین

(۴)

مذکورہ بالا پیراگراف کے تحت نااہلیت کا اطلاق حسب ذیل پر نہیں ہوگا ۔

(۱) جبکہ اسے کنٹریکٹ میں حصہ یا مفاد موروثی طور پر ملے یا جانشینی کی وجہ سے ملے یا قانونی کارروائی کے نتیجے میں ملے تو جب تک اس حصہ یا مفاد کے ملنے پر ۶ مہینے نہ گزر جائیں یا صدر کسی خاص معاملے میں اس سے زیادہ مدت مقرر کریں اور وہ نہ گزر جائے یا

(ii) وہ شخص کمپنیز ایکٹ مجریہ ۱۹۱۳ء کے مطابق کسی سرکاری کمپنی میں حصہ دار کی حیثیت سے شامل ہوا ہو ۔ لیکن کمپنی کا ڈائریکٹر نہ ہو ۔ اور نہ ہی وہ مینجنگ ایجنٹ کی حیثیت سے کوئی عہدہ رکھتا ہو

(iii) وہ غیر منقسم ہندو خاندان کا رکن ہو اور کسی ٹھیکے میں اس کا کوئی رکن حصہ دار ہو لیکن اس کا اپنا کوئی حصہ نہ ہو ۔

(د) وہ پاکستان کی سروس میں کسی ایسی جگہ ملازم ہو جو کل وقتی ملازمت نہ ہو ۔ اور جس کا معاوضہ تنخواہ یا فیس کی صورت میں نہ لیا جاتا ہو ۔

اس دفعہ کا اطلاق ان عہدوں پر نہیں ہوگا ۔

(i) صدر کا عہدہ (ii) نائب صدر کا عہدہ (iii) گورنر کا عہدہ (iv) صدر کے وزراء کی کونسل کا عہدہ (v) وزیر مملکت کا عہدہ ۔

(vi) صدر کے مشیر کا عہدہ ۔

(vii) گورنر کی وزارتی کونسل کے رکن کا عہدہ ۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : ذکر لسانی کی فضیلت

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کیا کرو ۔ کیونکہ اس سے دل میں قساوت (سختی اور بے حسی) پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں وہ آدمی اللہ تعالےٰ سے زیادہ دور ہے ۔ جس کے قلب میں قساوت ہو ۔

تشریح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اللہ تعالےٰ کے ذکر کے بغیر زبان زیادہ چلانے کا عادی ہوگا اس کے دل میں قساوت یعنی بے حسی اور بے نوری پیدا ہوگی اور وہ اللہ کے قرب اور اس کی خاص رحمت سے محروم رہے گا ۔

اعاذنا اللہ منہ ۔

بقیہ : مشاہیر علماء سرحد کی علمی خدمات

۶ ۔ مصنوعی آواز کی کہانی : اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ہے ۔

۷ ۔ عیسائی تبلیغ کے خفیہ گوشے : ترتیب آپ کی ہے اور انگریزی ترجمہ سید محمد جمیل صاحب اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان (ریونیو) کا کیا ہوا ہے ۔

ان کے علاوہ کئی اور کتابیں بھی زیر ترتیب ہیں ۔ اللہ تعالےٰ مولانا کے علم و عمل میں برکت دے اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی جمیلہ کو بارآور فرمائے ۔ آمین !

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو مبارکباد

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام لاہور ڈویژن خطیب شاہی جامع مسجد پسرور نے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور صوبہ سرحد میں شراب کی ممانعت جمعہ کی تعطیل اور اردو کو قومی زبان اختیار کرنے جیسے اقدامات کو الحمد سراہا ۔ اور ایک قرارداد کے ذریعے دوسرے صوبوں کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی بہت جلد شراب پر پابندی لگائیں اور مکمل اسلامی آئین کو نافذ کریں تاکہ ملک صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بن سکے ۔ آخر میں آپ نے حضرت مفتی صاحب کے مستقبل کے عزائم کو بھی سراہا ۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالےٰ حضرت مفتی صاحب کو مکمل آئین اسلامی نافذ کرنے کی توفیق فرمائیں اور ان کے دور اقتدار کو وسیع تر اور مضبوط تر بنائیں جو ملک و ملت کے لیے ترقی اور عروج کا ذریعہ ہو ۔

بچوں کا صفحہ

وفائے عہد

جناب محمد شریف صاحب

ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ کا سادہ دربار خلافت سرگرم انصاف و عدل تھا، اکابر صحابہؓ موجود تھے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کر طے ہو رہے تھے کہ ناگہاں ایک خوشرو نوجوان کو دو نوجوان پکڑے ہوئے لائے۔ اور فریاد کی کہ "یا امیرالمومنین! اس ظالم سے ہمارا حق دلوائیے۔ اس لیے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس نوجوان کی طرف دیکھا اور فرمایا "ہاں دونوں کا دعوےٰ تو سن چکا۔ اب بتا تیرا کیا جواب ہے"۔ اس نے نہایت فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ضرور ہوا ہے اور میں نے طیش میں آ کر ایک پتھر کھینچ مارا جس کی ضرب سے وہ پیرِ ضعیف مر گیا۔

حضرت فاروقؓ نے فرمایا تو تجھے اعتراف ہے۔ لہٰذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا اور اس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہو گی۔ نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا۔ مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کا فتوےٰ ماننے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن ایک بات کی درخواست ہے۔ ارشاد ہوا وہ کیا ہے؟ کہا میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے جس کے لیے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور میرے سپرد کیا تھا کہ وہ بالغ ہو تو اس کے سپرد کروں۔ میں نے اس سونے کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا تھا اور اس کا علم سوائے میرے کسی کو نہیں ہے اگر وہ سونا اس کو نہ پہنچا تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہوں گا۔ اس لیے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن کے لیے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤں۔

جناب فاروقؓ نے اس بارے میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا اور پھر سر اٹھا کر ارشاد فرمایا۔ اچھا کون ضمانت دیتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لیے چلا آئے گا۔

فاروق اعظمؓ کے اس ارشاد پر نوجوان نے چاروں طرف دیکھا، اور حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی اور پھر ابوذرؓ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔ یہ میری ضمانت دیں گے۔ حضرت فاروقؓ نے پوچھا۔ "ابوذرؓ! تم ضمانت دیتے ہو؟" انہوں نے فرمایا۔ بیشک میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن کے بعد حاضر ہو جائے گا"۔

یہ ایسے جلیل القدر صحابیؓ کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروقؓ بھی راضی ہو گئے۔ ان دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا دربار بدستور قائم تھا۔ تمام جلیل القدر صحابہ تشریف لے آئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بھی تشریف لائے اور وقت مقررہ پر مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گزرتا جاتا ہے اور اس مجرم کا پتہ نہیں۔ صحابہؓ میں ابوذرؓ کی نسبت تشویش پیدا ہو چکی ہے۔ دونوں نے بڑھ کر کہا۔ اے ابوذرؓ! ہمارا مجرم کہاں ہے؟ انہوں نے کمال استقلال اور ثابت قدمی سے جواب دیا۔ اگر تیسرے دن کا وقت مقررہ گزر گیا اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم! میں اپنی ضمانت پوری کروں گا۔ عدالت فاروقیؓ بھی جوش میں آئی۔ حضرت فاروقؓ سنبھل بیٹھے اور فرمایا۔ اگر وہ نہ آیا تو ابوذرؓ کی نسبت وہی کارروائی کی جائے گی جس کی شریعت اسلامیہ متقاضی ہو گی۔

یہ سنتے ہی صحابہؓ میں تشویش پیدا ہو گئی۔ بعض آبدیدہ اور بعض کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ تم خون بہا کر لو۔ انہوں نے قطعی انکار کیا کہ ہم خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔

غرض لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ ناگہاں وہ مجرم نمودار ہوا۔ مگر اس حالت میں کہ پسینے میں ڈوبا ہوا اور سانس پھولی ہوئی تھی۔ وہ آتے ہی حضرت فاروقؓ کے سامنے آیا۔ خندہ پیشانی سے سلام کیا اور عرض کیا۔ میں نے اس بچہ کو اس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اس کی جائیداد انہیں بتا دی۔ اب آپ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو بجا لائیں۔

اب حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔

"امیرالمومنینؓ! خدا کی قسم میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے اور نہ اس روز سے پہلے کبھی اس کی صورت دیکھی تھی مگر اور سب کو چھوڑ کر اس نے مجھے اپنا ضامن بنایا تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اس کے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد میں سچا ہو گا اس لیے ضمانت دے دی۔ اس کے آ پہنچنے سے حاضرین میں ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آ کر عرض کیا:

امیرالمومنین! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا۔ سب طرف سے نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے اور حضرت فاروق اعظمؓ کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا مدعی نوجوانو! تمہارے بابا کا خون بہا میں بیت المال سے ادا کروں گا اور تم اپنی اس نیک نفسی کے ساتھ فائدہ بھی اٹھاؤ گے انہوں نے عرض کیا۔ (باقی ص۱۵ پر)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۹۳۲۱/G مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۳۳۶-۲۴۸۱ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷۹-۲-۵۵ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۵۲۱۰-۲۰/GM2 مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء

بھولا ہوا سبق

حکیم محمد سعید دہلوی

مسلمانوں کی ایک خصوصیت جس میں وہ بالکل یکتا اور منفرد نظر آتے ہیں یہ ہے کہ جس ملک کو انہوں نے فتح کیا جس خطۂ ارض پر انہوں نے اپنا پرچم کشور کشائی لہرایا۔ جس سرزمین کو اپنے یمن قدم سے انہوں نے سعادت بخشی وہاں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اسے گل و گلزار بنا دیا۔ اپنی رعایا کی فلاح آسائش صحت اور توانائی کے لیے انہوں نے اپنے تمام وسائل صرف کرائے۔ اور انہیں ایک نئی زندگی سے آشنا کر دیا۔ بے شک انہوں نے علم پھیلایا۔ تہذیب و تمدن کو بھی رواج دیا۔ اصلاح معاشرہ کے فرائض بھی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیئے۔ تخلیق و تعمیر کی نعمتوں سے بھی مالا مال کیا۔ بہت کچھ کیا۔ سب کچھ کیا۔ لیکن ان تمام کارناموں پر بالا ان کا یہ عظیم و جلیل کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنے زیر نگین علاقوں اور ملکوں میں صحت و صفائی کا ایسا اہتمام کیا کہ وہاں کی کایا پلٹ گئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کی تصدیق تاریخ کے اوراق سے بہ آسانی ممکن ہے۔

اسپین اور سسلی میں، قسطنطنیہ میں اور بلقان کی ریاستوں میں افریقہ میں اور دوسرے مقامات میں انہوں نے جو کچھ کیا اس کا اعتراف آج بھی زبانِ حال سے وہاں کے در و دیوار کر رہے ہیں۔ برصغیر میں بھی مسلمانوں نے بے شمار کارنامے انجام دیئے۔ بابر کے آنے سے پہلے جیسا کہ خود اس نے اپنی تزک میں لکھا ہے۔ اس ملک میں نہ پارک تھے نہ باغ۔ نہ وسیع اور کشادہ حویلیاں تھیں۔ نہ سرزمین کو سرسبز و شاداب رکھنے والی نہریں۔ وہ بابر اور اس کے جانشین تھے جنہوں نے اس دیس کو پرپیچ و جنت کیں۔ اور صحت و صفائی کا ایسا اہتمام کیا جس سے اس ملک کی اہمیت

اور توقیر میں اضافہ ہوا۔

جب تک مسلمان برسرِ اقتدار رہے اپنے اس اصول میں انہوں نے کبھی جھول نہیں پیدا ہونے دیا لیکن جب وہ ایک زوال آمادہ قوم بن گئے تو جہاں اپنی بہت سی قابلِ فخر اور قابلِ رشک خصوصیتوں سے محروم ہو گئے وہاں اس واحد خصوصیت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے جس نے انہیں ایک نیا مرتبہ اور مقام بخشا تھا۔

غلامی کے دور میں یہ کمزوری اور کوتاہی کسی حد تک قابلِ برداشت تھی۔ لیکن اب ہم آزاد ہیں۔ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ایک فرقہ خاص پر فائز ہیں۔ الحمد للہ کہ ہماری ذہنی اور [illegible] صلاحیتوں کا اعتراف

ہمارے دشمنوں تک کو ہے۔ بہت تھوڑی سی مدت میں جو ربع صدی سے بھی کم ہے۔ خدا کے فضل اور اس کی نصرت سے ہم نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ اس ترقی عروج اور فروغ کے بعد بھی اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ صحت و صفائی کی طرف خاص طور سے ہمیں متوجہ کیا جائے۔ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اس سبق کو فراموش کر بیٹھے جو کبھی ہم نے دنیا کو دیا تھا۔ اور اس نے [illegible] تھا۔ ہم سے کیوں کہا جائے کہ [illegible] صحت و صفائی سے متعلق اپنے اس سبق کو پھر یاد کریں۔ جو ہمارا ترجمی [illegible]

(باقی [illegible])

[illegible] لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا